﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12

جمعۃ المبارک 09/دسمبر 2005ء

06/ذوالقعدہ 1426 ہجری قمری ❁ 09/فتح 1384 ہجری شمسی

شمارہ 49

میں تیرا فرمانبردار ہوں

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ حالت رکوع میں یہ دعا کیا کرتے تھے :اے اللہ تیری خاطر مَیں نے رکوع کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور مَیں تیرا فرمانبردار ہوں ۔میرے کان میری آنکھیں اور میرا دماغ اور ہڈیاں اور اعصاب تیری اطاعت میں جھک چکے ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب صلوۃ المسافرین باب الدعاء فی صلوۃ الیل)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اس میں کوئی شک نہیں کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلّی گاہ ہے مگر یہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آسکتے ۔اس کے لئے دوسری آنکھ کی حاجت ہے۔

’’اسی طرح پر بعض لوگ حج کو جاتے ہیں۔اس وقت ان کے دل میں بڑا جوش اور اخلاص ہوتا ہے لیکن جس جوش اور تپاک سے جاتے ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہی جوش اور اخلاص لے کر واپس نہیں آتے ۔ بلکہ واپس آنے پر بسا اوقات پہلے سے بھی گئے گزرے ہو جاتے ہیں۔

سہل است رفتن بارادت مشکل است آمدن بارادت

واپس آکر ان کے اخلاق میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ وہ تبدیلی کچھ اُلٹی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ وہ جانے سے پہلے سمجھتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں ایک عظیم الشان تجلی نور کی ہوگی۔اور وہاں سے انوار و برکات نکلتے ہوں گے اور وہاں فرشتوں کی آبادکاری ہوگی۔لیکن جب وہاں جاتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ جس کی تصویر انہوں نے اپنے خیال اور ذہن سے کچھ اور ہی قسم کی تجویز کی تھی وہ محض ایک کوٹھ ہے اور اس کے ہمسایہ میں جو لوگ رہتے ہیں ان میں بعض جرائم پیشہ بھی ہیں۔ وہ دنگا فساد بھی کر لیتے ہیں اور اکثر ان میں ایسے مفسد طبع دیکھے جاتے ہیں کہ بعض خام طبیعت کے آدمی انہیں دیکھ کر متردّد ہو جاتے ہیں۔ایسے لوگوں کو دیکھ کر وہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ یہاں کی ساری آبادی کا یہی حال ہے۔اور کُل عرب ایسے ہی ہیں اور اس طرح پر ان کے دل میں کئی قسم کے شبہات پیدا ہو جاتے ہیں کیونکہ نہ وہاں تجلی انوار و برکات کی دیکھتے ہیں جو انہوں نے بطور خود تجویز کر لی تھی اور نہ ملائک کی بستی پاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ خود خام طبع ہوتے ہیں اسی وجہ سے ٹھوکر کھاتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی غلطی ہے جو وہ ایسا سمجھ لیتے ہیں۔اس میں خانہ کعبہ کا کیا قصور؟ یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے کہ خانہ کعبہ میں سارے قطب اور ابدال اور اولیاء اللہ ہی رہتے ہیں۔خانہ کعبہ نے اس وقت بھی تو گزارہ کر ہی لیا تھا جب اس کے چاروں طرف بُت پرست ہی بُت پرست رہتے تھے اور خود خانہ کعبہ بُتوں سے بھرا ہوا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلّی گاہ ہے اور اس کی بزرگی میں کوئی کلام اور شبہ نہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی اس کی بزرگی کا ذکر ہے۔مگر یہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آسکتے ۔اس کے لئے دوسری آنکھ کی حاجت ہے۔ اگر وہ آنکھ کھلی ہو تو یقیناً انسان دیکھ لے گا کہ خانہ کعبہ میں کس قسم کے برکات نازل ہو رہے ہیں۔ایک زمانہ تھا کہ وہ بتوں سے بھرا ہوا تھا اور اس کے زائرین میں ابوجہل جیسے شریر تھے۔ پھر ان سے مقابلہ کر کے اگر ایسے خام طبع لوگ کوئی بات کہتے تو انہیں شرمندہ ہونا پڑتا۔ کیونکہ اگر غور سے دیکھا جاوے تو وہ لوگ جو بیت اللہ کے جوار میں رہتے ہیں عوام سے ہزار ہا درجہ اچھے ہیں اور یہ امر مقابلہ سے معلوم ہوتا ہے۔حقیقت میں کثرت کے ساتھ ان میں نیک اور اچھے لوگ ہیں اور ان کو دیکھ کر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ خانہ کعبہ کی مجاورت نے ان کو بہت بڑا فائدہ پہنچایا ہے۔

یہ تو قانون قدرت ہی نہیں کہ دنیا میں آکر فرشتے آباد ہوں۔ پھر ایسا خیال کرنا کیسی غلطی اور نادانی ہے۔ انسانیت کے لازم حال زلّات تو ضرور ہیں۔ پس مکّہ میں جب انسان آباد ہیں تو ان کی کمزوریوں پر نظر کر کے مکّہ کو بدنام کرنا یا اس کی بزرگی اور عظمت کی نسبت شک کرنا بڑی غلطی ہے۔ سچ یہی ہے کہ کعبہ کی بزرگی اور نورانیت دوسری آنکھوں سے نظر آتی ہے جیسا کہ سعدیؔ نے فرمایا ہے ؎

چو بیت المقدس دروں پُر ز تاب رہا کردہ دیوار بیروں خراب

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 415-416 جدید ایڈیشن)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ماریشس میں ورود مسعود

احباب جماعت کی طرف سے والہانہ استقبال ۔صدر مملکت ماریشس اور دیگر متعدد اہم شخصیات سے ملاقات ۔ ماریشس میں جماعت کے مختلف مراکز اور جماعتوں کا دورہ۔احباب جماعت سے ملاقاتیں۔

(سرزمین ماریشس سے خلیفۃ المسیح کی بابرکت موجودگی میں ہونے والے پہلے اور ماریشس کے 44 ویں جلسہ سالانہ کا خطبہ جمعہ سے بابرکت افتتاح)

(2/دسمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں ماریشس کے دورہ پر ہیں۔حضور انور اتوار 27/نومبر کو لندن سے روانہ ہو کر 28/نومبر کو ماریشس میں ورود فرما ہوئے جہاں احباب جماعت ماریشس نے اپنے پیارے امام کا پُر جوش اور والہانہ استقبال کیا۔حضور انور کا دورہ خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی مصروفیات سے معمور ہے۔حضور نے افراد جماعت سے انفرادی و فیملی ملاقاتوں کے علاوہ ماریشس میں قائم جماعت کی مختلف مساجد اور مراکز کا دورہ بھی فرمایا اور صدر مملکت ماریشس سے سٹیٹ ہاؤس جا کر ملاقات کی۔اس طرح حضور نے ماریشس میں احمدیہ قبرستان میں تشریف لے جا کر وہاں مدفون افراد کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی۔

حضور انور کی بابرکت موجودگی کے دوران جماعت احمدیہ ماریشس نے اپنے 44 ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد کا پروگرام بھی تشکیل دیا تھا۔یہ ماریشس کا پہلا جلسہ سالانہ ہے جس میں خلیفۃ المسیح کی بنفس نفیس بابرکت شمولیت کی سعادت جماعت احمدیہ ماریشس کو حاصل ہو رہی ہے۔حضور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ کے ساتھ اس جلسہ سالانہ کا افتتاح فرمایا اور احباب جماعت کو جلسہ کی غرض وغایت سے آگاہ کرتے ہوئے بیش قیمت نصائح فرمائیں۔حضور انور کے دورہ کی تفصیلی رپورٹس الفضل انٹرنیشنل کے آئندہ شماروں میں پیش کی جائے گی۔انشاءاللہ۔

احباب جماعت حضور انور کے دورہ کی غیر معمولی کامیابی اور سفر وحضر میں اللہ تعالیٰ کی خاص حفاظت ونصرت کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

صحابہ رسولؐ کے آنحضرت ﷺ سے عشق و محبت کے منفرد انداز

◉ ...... آنحضرت ﷺ مدینہ تشریف لائے تو منشائے الٰہی کے تحت حضرت ابوایوّب انصاریؓ کے گھر میں قیام فرمایا اور چھ ماہ تک انہیں حضورؐ کی میزبانی کی تاریخی سعادت حاصل ہوئی۔ان کے مکان کے اوپر نیچے دو حصے تھے۔انہوں نے ادب کے خیال سے اوپر کا حصہ حضورؐ کے لئے مخصوص کیا لیکن حضورؐ نے اپنی اور زائرین کی آسانی کی خاطر نیچے کا حصہ پسند فرمایا۔ایک دفعہ اتفاق سے اوپر والے حصے میں پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا۔چھت معمولی تھی۔ڈر تھا کہ پانی نیچے ٹپکے گا اور حضورؐ کو تکلیف ہوگی۔گھر میں میاں بیوی کے اوڑھنے کے لئے ایک ہی لحاف تھا۔انہوں نے وہی لحاف پانی پر ڈال دیا تا کہ پانی جذب ہو جائے اور حضورؐ کو زحمت نہ ہو۔مگر یہ خیال انہیں مسلسل بے چین رکھتا تھا کہ وہ اوپر ہیں اور حضورؐ نیچے ہیں۔اسی خیال نے ایک رات دونوں میاں بیوی کو شب بیدار رکھا اور بے ادبی کے خوف سے کونوں میں بیٹھ کر رات بسر کی۔صبح حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کیفیت بیان کی تو حضورؐ بالاخانہ تشریف لے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب مرکز خلافت کوفہ میں منتقل کیا تو حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا۔(اصابہ۔جلد ۱ صفحہ ۴۰۴)

◉ ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر تھے۔اسی زمانہ میں حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللہ عنہ ان سے ملنے کے لئے گئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مَیں چاہتا ہوں جس طرح آپ نے حضور ﷺ کے قیام کے لئے اپنا گھر پیش کر دیا تھا مَیں بھی آپ کے لئے اپنا گھر خالی کر دوں۔چنانچہ انہوں نے اپنے تمام اہل و عیال کو دوسرے مکان میں منتقل کر دیا اور مکان مع تمام ساز و سامان حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی نذر کر دیا۔(سیر انصار۔جلد اول۔صفحہ ۱۱۳)

◉ ...... ہجرت مدینہ کے بعد حضور ﷺ کی مہمان نوازی کا شرف تو حضرت ایوّب انصاریؓ کو حاصل ہوا،مگر حضورؐ کی اونٹنی حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی مہمان بنی۔(طبقات ابن سعد۔جلد اوّل صفحہ ۲۳۷)

◉ ...... مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے جو جگہ تجویز ہوئی تھی وہ سہل اور سہیل نامی دو یتیم بچوں کی تھی جو اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی زیر تربیت پرورش پاتے تھے۔حضور ﷺ نے جب زمین لینا چاہی تو ان یتیموں نے قیمت لینے سے انکار کر دیا مگر حضورؐ نے قیمت ادا فرمائی۔(بخاری کتاب المناقب،باب ہجرۃ النبی ﷺ)

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسعدؓ بن زرارہ نے اس زمین کے بدلہ میں اپنا باغ ان یتیموں کو دے دیا تھا۔(زرقانی۔جلد جلد ۱،صفحہ ۳۶۴)

◉ ...... مدینہ منورہ میں اب جہاں مسجد فتح ہے وہاں رسول کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے دوران تین دن تک خاص دعا کی تھی۔چوتھے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت کی اطلاع ملی تو چہرہ مبارک پر بشارت کی موجیں دوڑنے لگیں۔اسی یادگار میں اس جگہ مسجد فتح تعمیر کی گئی۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ دیکھا تھا۔چنانچہ جب کوئی مشکل پیش آتی تو وہیں تشریف لے جاتے اور اسی خاص وقت میں،جب آنحضور ﷺ کو قبولیت کی بشارت ملی تھی،دعا کرتے اور قبولیت دعا کی بشارت ساتھ لاتے۔(مسند احمد بن حنبل۔جلد ۳،صفحہ ۳۳۲)

◉ ...... آنحضرت ﷺ کبھی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے تھے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس کو پانی دیتے رہتے تھے تا کہ خشک نہ ہو جائے۔(اسد الغابہ۔جلد ۳،صفحہ ۲۲۷)

◉ ...... آپ کو مدینۃ الرسول ﷺ سے اس درجہ محبت تھی کہ سخت تنگی کی حالت میں بھی وہاں سے نکلنا گوارا نہ تھا۔ایک مرتبہ آپ کی ایک لونڈی نے بدحالی کی شکایت کی اور مدینہ سے جانے کی اجازت مانگی تو فرمایا آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مدینہ کے مصائب پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اس کا شفیع ہوں گا۔

(مسند احمد بن حنبل۔جلد ۲،صفحہ ۱۱۳)

◉ ...... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک ایک ٹوپی میں سلوا لئے تھے اور اسے پہن کر میدان جنگ میں جاتے تھے۔یرموک کی جنگ میں یہ ٹوپی کہیں گر گئی تھی۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور آخر بڑی تلاش اور جستجو کے بعد وہ ٹوپی مل گئی۔

(اصابہ۔جلد ۱،صفحہ ۴۱۴)

◉ ...... حضرت انس بن مالکؓ دس برس کی عمر میں رسول کریم ﷺ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر دس سال تک پوری وفا کے ساتھ بارگاہ نبوی میں خدمات بجالاتے رہے۔آپ بصرہ میں فوت ہونے والے آخری صحابی تھے۔وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے شاگرد ثانی بنانی سے فرمایا میری زبان کے نیچے آنحضرت ﷺ کا موئے مبارک رکھ دو۔حکم کی تعمیل ہوئی اور اسی حال میں یہ عاشق رسول اپنے محبوب سے جاملا۔

(اصابہ۔جلد ۱ صفحہ ۸۴)

◉ ...... آنحضرت ﷺ جب غزوہ بدر کے لئے مدینہ سے نکلے تو سواریاں بہت کم تھیں۔تین تین آدمیوں کے حصہ ایک ایک اونٹ آیا۔آنحضرت ﷺ خود بھی اس تقسیم میں شامل تھے اور آپ کے حصہ میں جو اونٹ آیا اس میں آپ کے ساتھ حضرت علیؓ اور حضرت ابولبابہؓ بھی شریک تھے اور سب باری باری سوار ہوئے۔ جب رسول کریم ﷺ کے اترنے کی باری آتی تو دونوں جان نثار عرض کرتے۔یا رسول اللہؐ! آپ سوار رہیں ہم پیدل چلیں گے۔مگر آپؐ فرماتے تم دونوں مجھ سے زیادہ پیدل چلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ میں تم دونوں سے زیادہ ثواب سے مستغنی ہوں۔(مسند احمد بن حنبل۔جلد ۱ صفحہ ۴۱۱)

◉ ...... آنحضرت ﷺ کی تدفین ہو رہی تھی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ کے ساتھ جسد مبارک کو قبر میں رکھ کر نکلے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی قبر میں گرادی اور کہنے لگے میری انگوٹھی!۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جا کر نکال لیں۔حضرت مغیرہؓ قبر مبارک میں اترے۔حضور ﷺ کے مقدس پاؤں کو ہاتھ سے مس کیا۔پھر فرمایا مٹی ڈالنا شروع کریں۔چنانچہ جب مٹی ان کی پنڈلیوں کے نصف تک بلند ہوگئی تو وہ باہر نکل آئے۔وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب سے آخر پر رسول کریم ﷺ سے جدا ہوا ہوں۔

(طبقات ابن سعد جلد۲ صفحہ ۳۰۲)

اللہ تعالیٰ ان عشّاق رسولؐ پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

ہوں احمدی، مجھے نسبت ہے نام احمدؐ سے

ہوں احمدی، مجھے نسبت ہے نام احمدؐ سے
سریر وجاں ہیں مشرّف پیامِ احمدؐ سے

غبار جادۂ معراج ہیں مہ و خورشید
بنائے کرسی و قوسین نام احمدؐ سے

بشان آیۂ لولاکؐ ہے جہاں قائم
نظام کون و مکاں ہے نظام احمدؐ سے

بلند ہی سہی کتنا مقام جبرائیل
ہنوز کم ہے عروج مقام احمدؐ سے

صدیقیت بھی نبیٔ کریمؐ کا فیضان
نبوّتوں کی سند بھی انعامِ احمدؐ ہے

فقیہہ شہر! مرے دامنِ تہی پہ نہ جا
ورائے غم ہوں درُود و سلامِ احمدؐ سے

کہاں وہ رحمتِ عالمؐ،کہاں ثنا میری
نِگوں ہیں لوح و قلم احترامِ احمدؐ سے

ہر ایک پھول پہ شبنم سوا نہیں ہوتی
سوادِ چارۂ دیداں ہے جامِ احمدؐ سے

مجھے نہیں ہے زبان و بیان کا دعویٰ
مَیں فیضیاب ہوں ساحؔر کلام احمدؐ سے

(ایچ۔آر۔ساحؔر)

والدہ کی خواہش کا احترام

حضرت اسامہؓ کے پاس کھجور کے کئی درخت تھے۔ایک دفعہ کھجور کے درختوں کی قیمت غیر معمولی طور پر بڑھ گئی۔انہی ایاّم میں حضرت اسامہؓ نے ایک درخت کا تنا کھوکھلا کر کے اس کا مغز نکالا اور اپنی والدہ کو کھلایا۔لوگوں نے حضرت اسامہؓ سے کہا ان دنوں کھجور کی قیمت بہت چڑھی ہوئی ہے۔آپ نے ایسا کر کے قیمت گرادی ہے۔فرمایا یہ میری والدہ کی فرمائش تھی اور وہ جس چیز کا مطالبہ کرتی ہیں اگر وہ میرے بس میں ہو تو مَیں ضرور پوری کرتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد۔جلد ۴ صفحہ ۷۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب ''ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل'' سے ماخوذ

سوال و جواب کی شکل میں
چند اہم ہومیو نکات

(ہومیو ڈاکٹر محمد اسلم سجاد)

{اس مضمون میں شامل علمی و فنی اور تکنیکی ہومیو نکات کے سوال خود بنائے گئے ہیں اور ان کے جوابات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب سے لئے گئے ہیں۔}

مروجہ میڈیکل ٹیسٹس

سوال: ہومیو پیتھک علاج کے دوران، بعض کیسوں میں ایلو پیتھک طریق علاج میں مروج میڈیکل ٹیسٹس کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: ''فاسفورس کے مرکبات ان مریضوں میں مفید ثابت ہوتے ہیں جن کا خون پتلا اور بہت جلد بہنے کا رجحان رکھتا ہو۔ ہیموفیلیا (Haemophilia) کے مریضوں میں بھی یہ تینوں مفید ہیں یعنی فاسفورس، ایسڈ فاس اور فیرم فاس۔ فاسفورس ہومیو پیتھک دوا کی شکل میں خون کو گاڑھا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے لیکن اگر یہ خون کو بہت گاڑھا کردے تو مضر نتائج بھی ظاہر ہوسکتے ہیں اور دل کے حملہ کا خطرہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اس لیے فاسفورس کو لمبے عرصہ تک آنکھیں بند کرکے استعمال کرتے رہنا مناسب نہیں۔ فاسفورس، ایسڈ فاس اور فیرم فاس استعمال کرنے والوں کا دو تین ماہ کے بعد خون کا ٹیسٹ ہونا چاہئے۔ خون صرف اس حد تک گاڑھا ہونا چاہئے جو جریان خون کے رجحان کو ختم کردے۔ اس کے بعد ان دواؤں کا استعمال روک دینا چاہئے۔ دوبارہ خون پتلا ہونے کا رجحان ہو تو پھر شروع کروادیں''۔ (ص384,383)

نزلہ کا آنکھوں پر اثر

سوال: مشاہدہ ہے کہ ابتدائے نزلہ میں بالعموم کھانسی نہیں ہوتی۔ نزلہ شروع ہوجائے تو رات کو کھانسی کا آغاز ہوجاتا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: ''ہر وہ نزلہ جو آغاز سے ہی آنکھوں پر حملہ کرے اور اس کا پانی آنکھوں میں جلن اور سرخی پیدا کردے اس نزلہ میں یوفریزیا مفید ہے۔ دن بھر جب تک آنکھوں سے پانی بہتا رہتا ہے اور آنکھیں سرخ رہتی ہیں اس وقت تک کھانسی نہیں ہوتی۔ گلے میں کوئی جلن اور خارش بھی محسوس نہیں ہوتی لیکن جب مریض رات کو بستر پر لیٹتا ہے تو آنکھوں سے بہنے والا پانی گلے میں اندر گرنے لگتا ہے اور اس کی وجہ سے سانس کی نالی زخمی ہوجاتی ہے اور پھر کھانسی شروع ہوجاتی ہے۔ آغاز میں یہ کھانسی محض رات تک ہی محدود رہتی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جلن اور خراش کے نتیجہ میں گلے میں زخم بن جاتے ہیں اور کھانسی لمبی چل جاتی ہے اور دن کے وقت بھی ہوتی رہتی ہے''۔ (ص 375)

ڈینگو فیور

سوال: ڈینگو فیور کیا ہوتا ہے؟ یوپیٹوریم پرفولیٹم کے استعمال سے ڈینگو فیور (Dango Fever) سے شفا ہوجائے تو کیا دوبارہ ڈینگو فیور ہوجانے کا خطرہ باقی رہتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟

جواب: ''ایک چھوٹا سا مچھر کی قسم کا کیڑا جسے کتری کہا جاتا ہے اور عموماً خشک پہاڑی علاقوں میں ملتا ہے۔ اس کے کاٹنے سے جو بخار ہو، اسے ڈینگو فیور یا کمر توڑ بخار کہتے ہیں۔ اس بخار کے علاج میں کامیابی سے استعمال ہونے والی (یوپیٹوریم پرفولیٹم) نہایت اعلیٰ پایہ کی دوا ہے۔ اس کی خاص علامت یہ ہے کہ ہڈیوں اور کمر میں سخت درد ہوتا ہے جو ناقابل بیان اور ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ یوپیٹوریم اس بخار کی تکلیف میں بہت کمی پیدا کردیتا ہے مگر مکمل شفا نہیں دے سکتا کیونکہ یہ بخار ہر صورت میں اپنا سات دن کا چکر پورا کرکے رہتا ہے۔ اس کے بعد شفا ہونے کی صورت میں جسم کا اندرونی دفاع اس کے خلاف مکمل طور پر بیدار ہوچکا ہوتا ہے اور پھر اس مریض کو دوبارہ کبھی ڈینگو فیور نہیں ہوتا''۔ (ص371)

ڈلکامارا کی تیاری

سوال: ڈلکامارا دوا جس پودے سے تیار کی جاتی ہے اس پودے کو Bitter Sweet کہا جاتا ہے یعنی ایسا میٹھا جو کڑوا ہو۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: ڈلکامارا ایک ایسے پودے سے تیار کی جانے والی دوا ہے جو یورپ اور امریکہ میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس درخت ...... کے تنے اور جڑ کو چبایا جائے تو پہلے مزہ کڑوا محسوس ہوتا ہے پھر میٹھا۔ اسی وجہ سے اسے Bitter Sweet کہا جاتا ہے۔

(ص363)

سانس بند ہونا

سوال: بعض دفعہ بغیر کسی جھٹکے کے سانس بند ہونے کی تکلیف سے آنکھ کھل جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہوتی ہے؟

جواب: ''بسا اوقات بغیر کسی جھٹکے کے سانس بند ہونے کی تکلیف سے آنکھ کھلتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ نظام تنفس متاثر ہوا ہے جو خود کار طریقے سے سانس جاری رکھتا ہے۔ سونے پر سانس کی رفتار میں مسلسل کمی آنی شروع ہوجائے تو مجبوراً ایسے مریض کو کبھی کبھی جگاتے رہنا چاہئے ورنہ وہ سوتے سوتے ہی ختم ہوسکتا ہے''۔ (ص 352)

ڈیجی ٹیلس کا غلط استعمال

سوال: ڈاکٹر کینٹ تسلیم کرتے ہیں کہ ڈیجی ٹیلس کے غلط استعمال سے موت کے سامان زیادہ ہوئے ہیں اور زندگیاں کم بچائی گئی ہیں کہ یہ دوا صرف وقتی فائدہ دیتی ہے اور دل کے عضلات کی طاقت ختم کردیتی ہے اور تمام اعصابی ریشوں کو ناکارہ کردیتی ہے۔ اس تبصرہ کے بعد کیا ڈیجی ٹیلس کا استعمال کالعدم نہیں ہوجانا چاہئے؟

جواب: ''یہ تبصرہ (ڈیجی ٹیلس کے) ہومیو پیتھک طریقہ استعمال پر ہرگز اطلاق نہیں پاتا۔ کئی ہومیو پیتھ ڈاکٹر کینٹ کے اس تبصرے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اس دوا کے استعمال سے خائف رہتے ہیں حالانکہ ......(ڈاکٹر کینٹ) کا حملہ اس کے ایلو پیتھک استعمال پر ہے نہ کہ ہومیو پیتھک طریق استعمال پر''۔

(ص350)

سانپ کا زہر

سوال: کیا ہر سانپ کا زہر خون جمانے کا میلان رکھتا ہے؟

جواب: ''(نہیں)۔ بعض سانپوں کا زہر خون جماتا نہیں بلکہ پتلا کردیتا ہے۔ یہ زہر خون سے زیادہ اعصاب اور نروس سسٹم (Nervous System) پر حملہ آور ہوتا ہے''۔ (ص332)

سوزش رحم

سوال: عورتوں میں رحم کے منہ پر سوزش ہو، مختلف دوائیں دی جارہی ہوں تو کیا کونیم بھی ساتھ دینے کا کوئی نقصان تو نہیں۔ جبکہ کونیم مماثل دوا نہ ہونے کا بھی امکان ہو؟

جواب: بسا اوقات عورتوں میں رحم نیچے گرنے کا احساس ہوتا ہے اور بوجھل پن نمایاں ہوتا ہے۔ خاوند کی وفات یا علیحدگی کے غم کے نتیجہ میں رحم میں فالجی علامات پیدا ہوجائیں جو آہستہ آہستہ بڑھیں۔ جلد کے سن ہونے کا احساس بھی ہو اور ہاتھ پاؤں کا سونا اور چکر بھی پائے جائیں تو کونیم ضروری دوا ہے۔ اس کے نتیجہ میں رحم کے منہ پر سوزش ہو تو اس میں بھی کونیم مؤثر ثابت ہوگی۔ اگر کونیم دوا نہ بھی ہو تو اس کے شروع کروانے کے لیے جبکہ دوسری دوائیں بھی دی جائیں، نقصان کوئی نہیں''۔ (ص328)

غم کے نتیجہ میں نیند اڑ جانا

سوال: غم کے نتیجہ میں نیند اڑ جائے تو اس کے لیے کیا کافیا کروڈا مفید ثابت ہوسکتی ہے؟

جواب: کافیا کی علامات غم کی بجائے خوشی کے جذبات سے پیدا ہوتی ہیں یعنی اچانک خوشی کی خبر ملنے سے جذبات میں جو ہیجان پیدا ہوتا ہے وہ کافیا کی علامت ہے۔ غم کے نتیجہ میں نیند اڑ جائے تو اس کے لیے بالکل اور نوعیت کی دوائیں ہیں''۔ (ص315)

اعصابی نظام میں کمزوری

سوال: لمبا عرصہ قریبی عزیزوں کی تیمار داری سے کمزوری پیدا ہونے کا بہترین علاج کاکولس کو بتایا جاتا ہے۔ مگر دائیوں اور نرسوں میں عموماً یہ دوا کام نہیں کرتی۔ کیوں؟

جواب: ''اعصابی نظام میں کمزوری پیدا ہونے کی وجہ سے جسم اور دماغ کی چستی ختم ہوجاتی ہے۔ مریض کو تھکاوٹ اور کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ بعد میں یہ کمزوری فالج میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ اس کیفیت میں عموماً وہ لوگ مبتلا ہوتے ہیں جنہوں نے لمبا عرصہ اپنے قریبی عزیزوں کی تیمار داری کی ہو۔ رات دن مسلسل جاگنا پڑا ہو اور فکر اور پریشانی دامنگیر رہی ہو۔ اس کے نتیجہ میں جو کمزوری پیدا ہوتی ہے اس کا بہترین علاج کاکولس ہے۔ عام طور پر دائیوں اور نرسوں کو ایسی کمزوری لاحق نہیں ہوتی کیونکہ وہ تیمار داری کو بطور پیشہ کرتی ہیں۔ مریض سے ان کا ذاتی قلبی تعلق نہیں ہوتا۔ ان کی جسمانی تھکاوٹ اعصابی دباؤ میں تبدیل نہیں ہوتی''۔ (ص309)

بے چینی

سوال: سسٹس کے مریض میں بعض دفعہ بے چینی سی اور کچھ رینگنے اور چیونٹیاں چلنے کا احساس ہوتا ہے۔ جس سے مریض کے دل کو بھی سخت گھبراہٹ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ''سسٹس میں بسا اوقات جلد کے اوپر خارش کی علامتیں نہیں ملتیں بلکہ جلد کے اندر دب جاتی ہیں۔ اس لیے جلد میں بے چینی سی اور کچھ رینگنے اور چیونٹیاں چلنے کا احساس ہوتا ہے۔ اس سے مریض کے دل کو بھی سخت گھبراہٹ ہوتی ہے اور وہ بار بار دل پر ہاتھ مارتا رہتا ہے۔ زیادہ خارش کرنے سے یہ دبا ہوا مرض جلد پر آتا ہے اور چھالے بن جاتے ہیں جنہیں چھیلنے سے خون بہنے لگتا ہے''۔ (ص304)

خوراک سے نفرت

سوال: چائنا کے مریض کو خوراک سے نفرت ہوجاتی ہے۔ کیوں؟

جواب: ''چائنا کے مریض کے............دانت ہلنے لگتے ہیں اور چباتے ہوئے سخت درد محسوس ہوتا ہے گویا دانت لمبے ہوگئے ہیں۔ منہ کا مزا کڑوا اور خوراک بھی کڑوی یا ضرورت سے زیادہ نمکین لگتی ہے جس کی وجہ سے مریض خوراک سے نفرت کرتا ہے''۔

(ص301)

ایک سے زائد دواؤں کی ضرورت

سوال: بعض دفعہ ایک دوا شفایابی کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ مزید دواؤں کی ضرورت

بھی پڑتی ہے۔ایسا کیوں ہے؟

جواب:''ہر دوا کا ایک آدمی کے مزاج سے سو فیصد مطابق ہونا ضروری نہیں۔انسانی جسم بہت ہی وسیع اور بہت پیچیدہ نظام رکھتا ہے اس لیے بعض دفعہ ایک دوا کے بعد اور دواؤں کی ضرورت بھی پڑتی ہے''۔

(ص270)

جنون کی وجہ

سوال: دیکھا گیا ہے کہ جب مریض پر کوئی جنون سوار ہو تو مماثل ترین دوا بھی فائدہ نہیں دیتی۔ایسا کیوں ہے؟

جواب:''یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ مریض پر کوئی جنون سوار ہو تو جب تک وہ ٹھیک نہیں ہوگا اس وقت تک عام دواؤں کو جو فائدہ دینا چاہئے وہ نہیں دیتیں کیونکہ سارے جسم کی توجہ ایک خاص طرف ہی رہتی ہے۔ انسانی ردّعمل توجہ کو چاہتا ہے''۔(ص270,269)

لاشعوری فضلہ

سوال: بعض اوقات فضلہ گٹھلیوں کی صورت میں لاشعوری طور پر خارج ہوتا رہتا ہے۔اس کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟

جواب:''کاسٹیکم میں یہ علامت نمایاں ہے کہ اگر انتڑیوں میں خصوصاً بڑی آنت کے آخری حصہ (Rectum) میں فالج ہو رہا ہو تو اجابت غیر شعوری طور پر ہوتی رہتی ہے کیونکہ وہاں فضلہ جمع ہو کر گٹھلیاں سی بن جاتی ہیں۔اس لیے چلتے پھرتے وہی گٹھلیاں لاشعوری طور پر نکلتی رہتی ہیں''۔ (ص265)

بدبودار سانس

سوال: کاربالک ایسڈ کے مریض کے سانس میں بدبو کیوں پیدا ہوجاتی ہے؟

جواب:''کاربالک ایسڈ کے مریض کے منہ کا ذائقہ بگڑ جاتا ہے۔پیاس مٹ جاتی ہے، بھوک کم ہوجاتی ہے۔کبھی شدید قبض اور کبھی بہت اسہال لگ جاتے ہیں۔ انسان کی ذہنی کیفیت براہ راست اس کی جسمانی کیفیت پر اثر انداز ہوتی ہے۔اگر کوئی صحت مند شخص اس وہم میں مبتلا ہوجائے کہ وہ بیمار ہے تو اس کا واقعہ میں بیمار ہوجانا قیاس سے باہر نہیں ہے۔اور اگر اس کے برعکس کوئی بیمار آدمی یہ یقین کرے کہ وہ تندرست ہو رہا ہے تو یہ بھی انہونی بات نہیں کہ وہ واقعی تندرست ہوجائے۔

جسم کا اپنا ارادہ کوئی نہیں، دماغ سارے جسم کا بادشاہ ہے۔ وہ اس پر حکومت کرتا ہے۔مثلاً جب وہ اسہال بہت بدبودار ہوتے ہیں اگر قبض ہو تو سانس سے بھی بدبو آتی ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اس دوا میں بہت تعفن کا مادہ پایا جاتا ہے۔قبض کے دوران جو متعفن مادہ باہر نہیں نکل سکتا وہ انتڑیوں کی جھلیوں کے راستے خون میں جذب ہو کر پھیپھڑوں تک پہنچتا ہے اور سانس میں بدبو پیدا کرتا ہے''۔ (ص250)

تیزاب کی کمی سے تیزابیت

سوال: کہا جاتا ہے کہ کاربوویج کے مریض کے معدے میں تیزابیت کی زیادتی معدے کے قدرتی تیزاب یعنی ہائیڈروکلورک ایسڈ (نمک کا تیزاب) کے زیادہ پیدا ہونے سے نہیں بلکہ اس کی کمی سے پیدا ہوتی ہے۔ایسا کیونکر ممکن ہوتا ہے؟

جواب:''کاربوویج کے مریض کے معدے میں تیزابیت کی زیادتی ہائیڈروکلورک ایسڈ یعنی نمک کے تیزاب کے زیادہ پیدا ہونے سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس اکثر اس کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ جب معدے کا قدرتی تیزاب کم ہو تو کھانا اندر گلتا سڑتا رہتا ہے اور اس کے نتیجہ میں فاسد تیزاب پیدا ہونے لگتے ہیں۔ان تیزابوں کی زیادتی نظام ہضم پر قیامت ڈھا دیتی ہے''۔ (ص244)

موٹاپا کم ہونے کی توقع

سوال: بعض خواتین کے موٹاپے کا تعلق گریفائٹس سے جوڑا جاتا ہے۔ایسا کیونکر ممکن ہے؟

جواب: گریفائٹس کی علامات رکھنے والی عورتوں میں حیض عموماً کم ہوتا ہے اور صرف دو تین دن خون جاری رہتا ہے۔خون کی مقدار بھی کم ہوتی ہے۔اسی وجہ سے ایسی خواتین کا جسم فربہی کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔غالباً اسی وجہ سے گریفائٹس کا تعلق موٹاپے سے باندھا جاتا ہے۔اگر ماہانہ نظام ٹھیک ہوجائے تو اس کے نتیجہ میں موٹاپا کم ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے''۔(ص:407)

❁❁❁❁❁

ہر سمجھدار اور شریف بچے کو ہر وقت یہ خیال رہنا چاہئے کہ
مَیں کہیں اپنے رب کو ناراض نہ کرلوں۔

(حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

جمہوریہ بنین (BENIN)

بنین کا پرانا نام داہومے (DAHOMY) تھا۔ یہ ملک 1892ء سے 1960ء تک فرانسیسیوں کے زیر تسلط رہا۔یکم اگست 1960ء کو آزاد ہوا اور اسکا نام جمہوریہ بنین رکھ دیا گیا۔محل وقوع کے اعتبار سے یہ مغربی افریقہ میں واقع ہے۔اس کے دارالحکومت کا نام پورٹو نووو (PORTO NOVO) ہے جبکہ تجارتی دارالحکومت COTONOV ہے جو بندرگاہ بھی ہے اور وہاں انٹرنیشنل ہوائی اڈہ بھی ہے۔

❁......اس ملک کے مشرق میں نائجیریا مغرب میں ٹوگو (TOGO) شمال میں نائیجر، شمال مغرب میں بورکینا فاسو اور جنوب میں بحر اوقیانوس واقع ہے۔

❁......2001ء کی مردم شماری کے مطابق اس ملک کی آبادی 65 لاکھ 782 ہے۔

❁......ملک کا رقبہ ایک لاکھ 12 ہزار چھ سو مربع کلومیٹر ہے۔ساحلی علاقہ نشیبی، ہموار اور ریتلا ہے۔شمال مغرب میں اٹاکورا (ATTACORA) کا بلند پہاڑی سلسلہ ہے۔

❁......ملک میں عیسائی، مسلمان اور ارواح پرست بستے ہیں۔عیسائیوں میں کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور JEHOVAWITNESS زیادہ فعّال ہیں۔ مسلمانوں میں احمدی مسلمانوں کے علاوہ شیعہ، مالکی اور حنفی فرقے کے لوگ پائے جاتے ہیں۔کہیں کہیں بہائی بھی موجود ہیں۔

❁......ملک کی قومی زبان فرانسیسی تسلط میں رہنے کے باعث فرانسیسی ہے۔یہی زبان سکولوں کالجوں، سرکاری دفاتر اور میڈیا میں استعمال کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ بے شمار لوکل زبانیں ہیں یا یوں کہئے کہ ہر قبیلے کی اپنی زبان ہے۔جن میں بڑی بڑی مندرجہ ذیل ہیں۔

فون (Fon)، یوروبا (Yoroba)، باریبا (Bariba)، بنڈی (Bindi)۔

❁......ملک کی شرح خواندگی 15% کے لگ بھگ ہے۔

❁......عام طور پر ملک کا موسم گرم مرطوب ہے۔ بارشیں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔سالانہ اوسط 30 تا 60 انچ ہے۔ساحلی علاقہ میں ہر وقت ہوا چلتی رہتی ہے اس لئے خشکی کے موسم میں بھی گرمی کا زیادہ احساس نہیں ہوتا کیونکہ ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔

❁......بنین ایک آزاد جمہوریہ ہے۔ملک میں صدارتی نظام رائج ہے۔صدر سربراہ مملکت ہوتا ہے جس کے پاس ملک کے تمام انتظامی امور کے اختیارات ہوتے ہیں۔اور صدر مملکت ہی مسلح افواج کا سپریم کمانڈر ہوتا ہے۔قانون سازی کا اختیار قومی اسمبلی کو حاصل ہے۔صدر اور قومی اسمبلی کے اراکین 5 سال کے لئے عوام کے ووٹ سے چنے جاتے ہیں۔

❁......اس ملک کی کرنسی فرانک CFA کہلاتی ہے۔آج کل ایک پاؤنڈ کی مالیت ایک ہزار فرانک سیفا اور پاکستانی ایک روپے کے بدلے 10 فرانک سیفا ملتے ہیں۔

❁......ملک میں حکومت کے نظام کے علاوہ بادشاہت کا نظام بھی رائج ہے۔ہر قبیلے کا اپنا بادشاہ ہوتا ہے جو کہ قبیلے کے نظم و نسق کا نگران ہوتا ہے اور بہت قابل عزت و قابل احترام گردانا جاتا ہے۔ملک کے تمام بادشاہ ایک تنظیم میں منسلک ہیں۔ملک کا سب سے طاقتور بادشاہ اس کا صدر ہوتا ہے اور پھر سیکرٹری کے عہدے کے لئے اس سے کم طاقتور بادشاہ چنا جاتا ہے۔

❁......ملک کی معیشت کا انحصار بحر اوقیانوس پر واقع بندرگاہ COTONOV کی آمدنی پر ہے۔نیز ملک میں شکر قندی کی طرح کی اجناس یام وغیرہ، سبزیوں میں آلو، بھنڈی، کالی توری اور بینگن ہیں۔ پھلوں میں ناریل، اناس، آم، کیلا، مالٹا اور شریفا قابل ذکر ہیں۔گنّے، مونگ پھلی، کاجو، مکئی اور کپاس کی کاشت بھی کی جاتی ہے۔یہاں پر چونکہ فیکٹریاں اور کارخانے زیادہ نہیں اور جو ہیں وہ بھی دوسرے ملکوں کے لگائے ہوئے ہیں لہٰذا زیادہ تر پیداوار دوسرے ملکوں میں برآمد کر دی جاتی ہے۔معدنیات میں تیل، چونے کا پتھر، لوہا اور کرومیم ہیں۔

❁......بنین کے لوگ زیادہ تر حبشی نژاد ہیں۔ بہت پُرخلوص ہیں جس بات کے متعلق انہیں یقین ہو جائے کہ سچی ہے فوراً مان لیتے ہیں۔اپنے قبیلے کے سردار یا امیر کی بہت اطاعت کرتے ہیں۔چوری، ڈاکہ، قتل و غارت اور دھوکے بازی دیگر افریقن ممالک کی نسبت بہت کم ہے۔مالی معاملات میں دیانت کا معیار بہت کمزور ہے۔لوگ توہم پرستی کا شکار ہیں۔عورتیں مردوں کی نسبت حقیر سمجھی جاتی ہیں۔لوگ محنت کے بالکل عادی نہیں خاص طور پر مرد کاہل اور سست ہیں۔

❁......عام طور پر لوگوں کا پیشہ کھیتی باڑی ہے۔کھیتوں میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ مشقت سے کام کرتی ہیں۔شہری آبادی میں لوگ دفاتر میں کام کرتے ہیں یا بندرگاہ پر کام کرتے ہیں۔عورتیں تجارت اور دکانداری کے کام کو ترجیح دیتی ہیں۔دیگر افریقی لوگوں کی طرح بنین کے باشندے بھی رات کو نہا کر سونے اور پھر صبح کو گرم پانی سے غسل کے عادی ہیں۔

❁......آمدو رفت کا ذریعہ بس کار یا ٹریکٹر وغیرہ ہیں۔ ملک میں 6787 کلومیٹر لمبی سڑک موجود ہے۔ریل بھی PARAKOU سے COTONOU شہروں کے درمیان چلتی ہے۔اس کے علاوہ ٹوگو اور نائیجر کو آپس میں ملانے والی ریل کی پٹڑی بھی بنین میں سے گزرتی ہے۔

❁......تعلیم حاصل کرنے کے لئے حکومتی سطح پر توجہ دی جاتی ہے۔2001ء میں شرح خواندگی 59 فیصد تھی۔ملک کی سب سے بڑی یونیورسٹی COTONOV میں واقع ہے اور سب سے بڑی لائبریری نیشنل لائبریری آف بنین پورٹونووو میں واقع ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

احمدیوں نے اگر دنیا سے فساد دور کرنا ہے تو آپس کے لین دین اور قرضوں کی ادائیگی احسن طریق پر کرنی چاہیئے۔ اور کوئی دھوکہ اور کسی قسم کی بدنیتی ان میں شامل نہیں ہونی چاہیئے۔

آج دنیا کی ہر مصیبت، آفت اور پریشانی سے بچانے کے لئے ہر قسم کے اعلیٰ خُلق پر عمل اور اس کی تبلیغ کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

(باہمی لین دین، کاروبار، تجارتوں اور قرضوں کی ادائیگی میں عدل و انصاف اور احسان کے طریق کو اختیار کرنے سے متعلق قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے نہایت اہم نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ مورخہ 18/نومبر 2005ء (18/نبوت 1384 ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

﴿اَوْفُوْا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ۔ وَلَا تَبْخَسُوْا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ﴾ (الشعراء:182-184)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں بھی حضرت شعیبؑ کی قوم کا ذکر کیا ہے ان کو یہ نصیحت فرمائی کہ ماپ تول پورا دیا کرو۔ کم تولنے کے لئے ڈنڈی مارنے کے طریقے اختیار نہ کرو کیونکہ تمہاری یہ بدنیتی ملک میں فساد اور بدامنی پھیلانے کا باعث بنے گی۔ یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں یہ بھی اسی مضمون کی ہیں۔ ان کا ترجمہ ہے کہ: پورا پورا ماپ تولو اور ان میں سے نہ بنو جو کم کر کے دیتے ہیں۔ اور سیدھی ڈنڈی سے تولا کرو۔ اور لوگوں کے مال ان کو کم کر کے نہ دیا کرو۔ اور زمین میں فسادی بن کر بدامنی نہ پھیلاتے پھرو۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''اور کسی طور سے لوگوں کو ان کے مال کا نقصان نہ پہنچاؤ اور فساد کی نیت سے زمین پر مت پھرا کرو۔ یعنی اس نیت سے کہ چوری کریں یا ڈاکہ ماریں یا کسی کی جیب کتریں یا کسی اور ناجائز طریق سے بیگانہ مال پر قبضہ کریں''۔ (تقریر جلسہ مذاہب۔ بحوالہ تفسیر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ الشعراء زیر آیت 184)

تو یہ ماپ تول پورا نہ کرنا یا ڈنڈی مارنا، دیتے ہوئے مال تھوڑا تول کر دینا اور لیتے ہوئے زیادہ لینے کوشش کرنا یہ تمام باتیں چوری اور ڈاکے ڈالنے کے برابر ہیں۔ اس لئے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ کوئی بات نہیں تھوڑا سا کاروباری دھوکہ ہے کوئی ایسا بڑا گناہ نہیں۔ بڑے واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ خبردار رہو، سن لو کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

پھر بعض لوگ دوسرے کے مال پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کوئی بات نہیں اس کو تو پتہ نہیں چل رہا کہ فلاں چیز کی کیا قدر ہے، اس کو دھوکے سے بیوقوف بنالو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کچھ اپنی جیب میں ڈال لو، کچھ اصل مالک کو دے دو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ بات یہ عمل بھی اسی زمرے میں آتے ہیں جو فساد پیدا کرنے والے عمل ہیں۔ اس قسم کے لوگ جو اس طرح کا مال کھانے والے ہوتے ہیں یہ لوگ دوسروں کے مال کھا کر آپس میں لڑائی جھگڑوں اور فساد کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے فریق کو جب پتہ چلتا ہے کہ اس طرح میرا مال کھایا گیا تو ان کے خلاف کارروائی کرتا ہے اور اس طرح آپس کے تعلقات میں دراڑیں پڑتی ہیں۔ تعلقات خراب ہوتے ہیں، مقدمے بازیاں ہوتی ہیں۔ دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں اور بڑھتی ہیں۔ لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ اور اگر دوسرا فریق صبر کرنے والا ہو، حوصلہ دکھانے والا ہو تو پھر تو بچت ہو جاتی ہے ورنہ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا یہ لڑائی جھگڑے، فساد، فتنہ یہی صورتحال سامنے آتی ہے۔ اور روزمرہ ہم ان باتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

پھر لوگوں کا مال کھانے والا، کم تول کرنے والا اس حرام مال کی وجہ سے جو وہ کھا رہا ہوتا ہے طبعاً فسادی اور فتنہ پرداز بن جاتا ہے۔ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے والا نہیں ہوتا۔ نیکی اور امن کی بات کی اس سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس کی ہر بات اور ہر کام میں سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ اور یہ کاروباری بددیانتی یا کسی بھی وجہ سے دوسرے کا مال کھانا یہ ایسے فعل ہیں جن کی وجہ سے جیسا کہ اس آیت میں آیا کہ فساد نہ کرو، پہلی قوموں پہ تباہی بھی آئی ہے، یہ بھی ایک وجہ تباہیوں کی بنتی رہی ہے۔ تو یہ واقعات جو قرآن کریم میں ہمیں بتائے گئے ہیں صرف ان پرانے لوگوں کے قصے کے طور پر نہیں تھے بلکہ یہ سبق ہیں آئندہ آنے والوں کے لئے بھی کہ دیکھو اللہ تعالیٰ سے کسی کی رشتہ داری نہیں ہے۔ اگر اس تعلیم سے دور ہٹو گے تو اس کے عذاب کے مورد بنو گے۔ ورنہ پہلی قومیں بھی یہ سوال کر سکتی ہیں کہ ہماری ان غلطیوں کی وجہ سے تو ہمیں عذاب نے پکڑا لیکن بعد میں آنے والے بھی یہی گناہ کرتے رہے اور آزادانہ پھرتے رہے اور عیش کرتے رہے۔ یہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ مالک ہے جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے سزا دے، لیکن جن واقعات کی خدا تعالیٰ نے خود اطلاع دے دی، یہ اطلاع اس لئے ہے کہ پہلی قوموں میں یہ یہ برائیاں تھیں جن کی وجہ سے ان کو یہ سزائیں ملیں، تم اگر سزا سے بچنا چاہتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو اور ان فساد کی باتوں سے رکو۔

اس زمانے میں دنیا کی لالچ کی وجہ سے عموماً انفرادی طور پر بھی اور قوموں کی سیاست کی وجہ سے قومی طور پر بھی ایک دوسرے کو تجارت میں، لین دین میں نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو معاہدے ہوتے ہیں ان پر من وعن عمل نہیں ہوتا۔ سو سو تاویلیں اور حجتیں نکالی جاتی ہیں۔ اگر ان مغربی قوموں کی اپنی مرضی کے مطابق غریب ممالک عمل نہ کریں تو یہ اپنے معاہدوں کو اور سودوں کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ یہی کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح وہ اس معاہدے سے اتنا استفادہ نہ کر سکیں جس کی وجہ سے یہ معاہدے ہو رہے ہیں۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ ان غریب ممالک کو پہلے تجارت اور ہمدردی کے دھوکے میں رکھ کر لوٹا جاتا ہے اور پھر زیرنگیں کر لیا جاتا ہے۔ جو اختلاف کرے اس پر فوج کشی کر دی جاتی ہے۔ طاقت استعمال کر کے اس قوم کو اپنے تسلط میں لے لیا جاتا ہے۔ تو بہرحال ان فساد پیدا کرنے والوں کے، دوسروں کے حقوق چھیننے والوں کے یہ دوہرے معیار ہوتے ہیں کہ اپنی پسند کی قوموں سے، اپنی ہم مذہب قوموں سے لین دین اور طرح سے کرتے ہیں۔ غریب ملکوں سے یا غیر مذہب قوموں سے لین دین اور طرح سے ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی کرتے ہیں کہ غریب ملکوں کی معاشی پالیسیاں بنانے کے بہانے سے ان کو ایسے شیطانی معاشی چکر میں گرفتار کر دیتے ہیں کہ وہ ترقی کر ہی نہیں سکتے۔ اور یہ لوگ پھر ان غریب ملکوں کی دولت بھی لوٹ لیتے ہیں۔ تو ان سب چیزوں کی جڑ جن کی وجہ سے یہ فائدے اٹھائے جا رہے ہوتے ہیں اور نقصان پہنچائے جا رہے ہوتے ہیں یہی تجارتیں اور لین دین اور ماپ تول ہی ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ فرمایا ہے کہ ﴿وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ﴾ (الاعراف:86) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ کسی طور سے لوگوں کو ان کے مال کا نقصان نہ پہنچاؤ اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ سورۃ الاعراف میں ایک آیت میں اس مضمون کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اِنْ کُنتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (الاعراف:86) کہ تمہارے لئے بہتر تھا اگر تم ایمان لانے والے ہوتے۔

پس آج یہ پیغام ہمیں ہر اس شخص تک اور ہر اس قوم کے لیڈروں تک پہنچانا چاہئے اور ہر اس قوم تک پہنچانا چاہئے جو ان تجارتی دھوکے بازیوں میں مبتلا ہیں کہ تم ان دھوکوں سے امن اور اپنی بالادستی حاصل نہیں کر سکتے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ایمان لانا ضروری ہے ورنہ پرانی قوموں کی تباہیاں تمہارے سامنے ہیں۔ یہ عذاب جنہوں نے پہلی قوموں کو تباہ کیا اب بھی آ سکتے ہیں۔ اگر ہوش کی آنکھ ہو تو دیکھیں کہ آ رہے ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ جو آفتیں اور تباہیاں آ رہی ہیں امریکہ میں بھی، ایشیا میں بھی اور دوسری جگہوں میں بھی اور اب موسم کی سختیوں کے بارے میں بھی پیشگوئیاں کی جا رہی ہیں تو ان آفتوں کی وجہ بہت ساری برائیاں جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ تو ان سے بچنے کا ایک ہی طریق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرو۔ ہر احمدی کو یہ پیغام اپنے اپنے دائرے میں اور اپنے حلقے میں پہنچانا چاہئے، قرآن کریم کے انذار کو سامنے رکھنا چاہئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کو پیش کرنا چاہئے۔

مسلمانوں کو بھی سمجھانا چاہئے کہ سب سے اوّل یہ حکم تمہارے لئے ہے کہ اس تعلیم پر عمل کرو۔ کیونکہ ہمارے مسلمان ملکوں میں سے جس کسی کا بس چلتا ہے انفرادی طور پر ماپ تول اور لین دین میں تقریباً سبھی ڈنڈی مارنے والے ہیں، دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں۔ عیسائی مغربی ممالک کم از کم چھوٹی اور انفرادی تجارت میں کافی حد تک ایمانداری سے اپنی چیزیں بیچتے ہیں اور لین دین کرتے ہیں اور عموماً اسی اعتماد پر ان سب کے کاروبار بھی چل رہے ہوتے ہیں۔ لیکن مسلمان ملکوں میں اس کی بہت زیادہ کمی ہے۔ کئی ملکوں سے تجارت ہوتی ہے اور مغربی ممالک سے بڑے بڑے آرڈر ملتے ہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ بعض کاروباری مسلمان بھائی کاروبار صحیح نہیں رکھتے اور دھوکے کی وجہ سے وہ تجارتیں بجائے پھیلنے کے کم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم نے دوسرے کو دھوکہ دے کر تیر مار لیا۔ جبکہ بعد میں وہ نقصان اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو انذار فرمایا ہے یعنی جو اس کا علم رکھنے والے اور اس کتاب کو ماننے والے ہیں کہ یہ سب سے زیادہ اس کے نیچے آتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مسلمان بحیثیت قوم ترقی نہیں کر پا رہے۔ کیونکہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے بڑا واضح طور پر کھول کر ان پرانی قوموں کے واقعات بتائے ہیں اور احکامات بھی دیئے ہیں کہ یہ یہ باتیں تم نے نہیں کرنی اور یہ یہ کرنی ہیں۔ اس لئے ہم بہر حال جب تک اس پر عمل نہیں کرتے، ترقی نہیں کر سکتے۔ دوسروں کو تو ڈھیل زیادہ لمبا عرصہ ہو سکتی ہے لیکن مسلمانوں کو نہیں۔

پس آج دنیا کو ہر مصیبت، آفت اور پریشانی سے بچانے کے لئے ہر قسم کے اعلیٰ خلق پر عمل اور اس کی تبلیغ کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے کیا اسوہ قائم فرمایا۔ کس طرح آپؐ تجارت اور لین دین اور اس کے معاہدے کیا کرتے تھے، کس طرح اپنے عہد پورے کیا کرتے تھے، کس طرح قرضے اتارا کرتے تھے آپؐ نے اپنی امت کو بھی نصیحتیں فرمائیں کہ کس طرح لین دین کیا کرو۔ اور یہ سب تعلیم آپؐ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق دی اس کی چند مثالیں یہاں پیش کرتا ہوں۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت عداء بن خالد ہوذہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے ایک دستاویز لکھی کہ عداء بن خالد بن ہوذہ نے اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام خریدا جس کے اندر نہ تو کوئی بیماری ہے اور نہ کوئی اخلاقی خرابی اور خباثت ہے۔ یہ دو مسلمانوں کا آپس میں ایک سودا ہے (جس میں کسی طرح کی دھوکے بازی نہیں کی گئی)۔

(جامع ترمذی)

تو دیکھیں کس طرح اور کس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محتاط ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور تقویٰ کا جو معیار تھا اس تک تو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یقیناً آپؐ نے اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد یہ تحریر لکھوائی ہوگی۔ اس غلام کو اچھی طرح پرکھنے اور دیکھنے کے بعد اس پر یہ اعتماد قائم ہوا ہوگا۔ آپ نے کھول کر بتا دیا کہ یہ باتیں میں اس کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ بعض دفعہ انسانی طبیعتوں کا پتہ بھی نہیں چلتا لیکن یہ جو باتیں کہی ہیں تم بھی ان کا جائزہ لے لو کہ یہ ایسا ہی ہے جس طرح میں نے کہا ہے اور ہر چیز کھول کر بیان کر دی۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نوعمر اونٹ کسی سے قرض لیا۔ پھر آپؐ کے پاس زکوٰۃ کے کچھ اونٹ آئے تو آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ اس آدمی کا نوعمر اونٹ واپس کر دو۔ میں نے کہا ان اونٹوں میں سے صرف ایک اونٹ ہے جو بہت عمدہ ہے اور سات سال کا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا وہی اسے دے دو اس لئے کہ بہترین آدمی وہ ہے جو بہترین طریق پر قرض ادا کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

تو دیکھیں قرض کی حسن ادائیگی، معاشرے میں محبت و پیار پھیلانے کا طریق۔ لوگ تو آمنے سامنے کے سودوں پر بھی کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح دھوکہ دینے کی کوشش کریں۔

پھر زمانہ نبوت سے پہلے بھی لین دین کے معاملے میں، تجارت میں، آپؐ کے اعلیٰ خُلق کے بارے میں روایت میں آتا ہے، حضرت ابی سائب سے روایت ہے کہ ہم آپؐ کے ساتھ جاہلیت کے زمانے میں کاروبار میں شراکت کرتے تھے لیکن ہم نے آپؐ کو کبھی دھوکے بازی اور جھگڑا کرتے نہیں دیکھا۔

اگر آج اس اسوہ پر عمل ہو تو بہت سارے جھگڑوں سے معاشرہ محفوظ ہو سکتا ہے۔ تحریریں بھی لکھی جاتی ہیں۔ اس کے باوجود بھی جھگڑے ہوتے ہیں۔ مقدمے بازیاں چلتی ہیں اور سالوں تک ان مقدمے بازیوں کی وجہ سے دونوں فریق وقت کے ساتھ ساتھ اپنا مالی نقصان بھی کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے محارب بن دثارؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا قرض ادا کرنا تھا چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میری رقم ادا فرمائی اور میری رقم سے زائد بھی عنایت فرمایا۔

(سنن ابی داؤد کتاب البیوع۔ باب فی حسن القضاء)

یہ اس طرح رقم ادا کرنا کوئی سُود نہیں ہے۔ بلکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قرضے کی احسن رنگ میں ادائیگی ہے کہ قرض کی ادائیگی اس طرح احسن طور پر ہو، اس طرح شکریہ کے ساتھ کی جائے کہ میں تمہارا ممنون ہوں تم نے وقت پر میری ضرورت پوری کی اور اس شکر کے اظہار کے طور پر میں تمہیں یہ زائد اپنی خوشی سے دے رہا ہوں۔ تو یہی وہ اُسوہ ہے جس سے معاشرے میں محبت اور امن کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔

دارقطنی کی ایک لمبی روایت ہے جس میں راوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابتدائی زمانے میں مشرکین مکہ کے ظالمانہ سلوک کا نقشہ کھینچا ہے۔ پھر اسلام کے غالب آنے کے بعد جب تمام عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرنگیں تھا اس وقت کا آپؐ کے لین دین کا واقعہ بیان کیا ہے۔ طارق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے ایک قافلے کے ساتھ مدینہ کے قریب آ کر پڑاؤ کیا۔ اس پڑاؤ کے دوران ایک شخص سفید کپڑوں میں ملبوس ہمارے پاس آیا اور سلام کیا۔ (جو لین دین سے تعلق والا حصہ ہے وہ میں بیان کر رہا ہوں) اور پھر ہم سے پوچھا آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں؟ ہم نے بتایا کہ ربضہ سے آئے ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ بھی تھا (اس زمانے میں سرخ اونٹ کافی مہنگے اونٹوں میں شمار ہوتے تھے) تو اس آنے والے شخص نے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے جنہیں راوی اس وقت نہیں جانتے تھے) پوچھا کیا تم اپنا یہ سرخ اونٹ فروخت کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں ہم فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کتنے میں فروخت کرو گے؟ تو انہوں نے کچھ صاع کھجوریں اس کی قیمت بتائی کہ اتنے میں فروخت کریں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے مجھے دے دو۔ اور آپؐ نے وہ اونٹ لیا اور مدینہ کی طرف چل دیئے کہ قیمت مدینہ جا کے میں بھجوا دوں گا۔ تو راوی کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ آپؐ اونٹ لے کر چلے گئے اور ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد ہمیں خیال آیا کہ ہم نے ان سے تعارف تو حاصل ہی نہیں کیا کہ کون ہے۔ پتہ نہیں کون شخص ہے؟ کیا ہے؟ اب رقم بھی ملے گی یا نہیں؟ یا کھجوروں کا جو سودا ہوا ہے اس کی مقدار ملے گی یا نہیں؟ اس فکر میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگ گئے۔ ہر کوئی دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ تم نے کیوں اونٹ جانے دیا۔ ایسے شخص کو اتنا قیمتی اونٹ دے دیا جس کو ہم جانتے ہی نہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے اس قافلے میں ایک خاتون بھی موجود تھیں۔ (لگتا ہے کہ وہ بڑی ذہین اور قیافہ شناس تھیں اور ان میں مومنانہ فراست تھی) اس عورت نے ہمیں کہا کہ ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو۔ میں نے اس شخص کے چہرے کو دیکھا تھا وہ ایسا نہیں لگتا کہ تمہیں ذلیل کرے۔ میں نے کبھی کسی شخص کا چہرہ ایسا نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ چودھویں رات کے چاند سے مشابہت رکھتا ہو۔ تو راوی کہتے ہیں کہ رات کے کھانے کے وقت ایک شخص ہمارے پاس آیا اور ہمیں سلام کیا اور بتایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامبر کے طور پر آیا ہوں۔ انہوں نے تمہارے لئے کھانا بھیجا ہے، خوب سیر ہو کر کھاؤ۔ اور یہ کھجوریں اپنے اونٹ کی قیمت کے مطابق ماپ لو یعنی کھانا بھی رات کا بھجوا دیا اور قیمت بھی بھجوا دی۔ روایت آگے بھی چلتی ہے۔ یہ لوگ پھر مدینہ گئے۔ بہر حال دیکھیں آپؐ نے صرف یہ نہیں کہا کہ میں نے ماپ کے کھجوریں بھیج دی ہیں لے لو۔ بلکہ فرمایا کہ تم لوگ بھی اس کو ماپ لو تا کہ کسی بھی قسم کا ابہام نہ رہے اور تمہاری قیمت پوری ہو جائے، کوئی غلط فہمی نہ رہے۔

پھر ہمیں آپس کے لین دین کے بارے میں امانتوں کی ادائیگی کے بارے میں آپؐ نصیحت فرماتے ہیں۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی تمہارے پاس کوئی چیز امانت کے طور پر رکھتا ہے اس کی امانت اسے لوٹا دو اور اس شخص سے بھی ہرگز خیانت سے پیش نہ آؤ جو تم سے خیانت سے پیش آ چکا ہے۔

(ابوداؤد کتاب البیوع۔ باب فی الرجل یاخذحقہ......)

پھر صرف یہی نہیں کہ امانت لوٹا دو بلکہ فرمایا کہ وہ شخص مومن ہی نہیں کہلا سکتا جو امانتوں میں خیانت کرتا ہے، جو دوسروں کے حق مارتا ہے، جو کسی کے اعتماد کو ٹھیس پہنچاتا ہے، جو اپنے عہد کو صحیح طور پر نہیں نبھاتا۔

اس بارے میں ایک اور روایت ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطاب کرتے ہوئے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ لَاۤاِیْمَانَ لِمَنْ لَّاۤاَمَانَۃَ لَہٗ وَلَادِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ یعنی جو شخص امانت کا لحاظ نہیں رکھتا اس کا ایمان کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کا پاس نہیں رکھتا اس کا کوئی دین نہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3صفحہ135 مطبوعہ بیروت)

اب امانت صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ کسی نے کوئی چیز یا رقم کسی کے پاس رکھوائی تو وہ اس طرح واپس کر دی۔ یہ تو ہے ہی لیکن کوئی بھی شخص جو بھی کام کر رہا ہے اگر وہ اس کا حق ادا نہیں کر رہا، چاہے کام میں سستی کر کے حق ادا نہیں ہو رہا یا کاروباری آدمی کا اپنے کاروبار میں دوسرے کو دھوکے دینے کی وجہ سے اس سے انصاف نہیں ہو رہا، حق ادا نہیں ہو رہا تو یہ خیانت ہے کیونکہ کاروبار میں، لین دین میں مثلاً اگر کسی نے کسی دوسرے پر اعتبار کیا ہے تو اس کو امین سمجھ کر ہی اس کو امانتدار سمجھ کر ہی اس سے کاروبار یا لین دین کا معاہدہ کیا ہے۔ اگر اس اعتماد کو ٹھیس پہنچائی گئی ہے تو یہ خیانت ہے۔ پھر ہمارے ملکوں میں سودے ہوتے ہیں۔ لوگ چیزیں بیچتے ہیں تو اس میں ملاوٹ کر دیتے ہیں۔ یہ خیانت ہے۔ امانت کا صحیح طرح حق ادا کرنا نہیں ہے، کسی کا حق مارنا ہے۔ تو یہ سب باتیں ایسی ہیں جو ایمان میں کمزوری کی نشانی ہیں۔

وعدوں کا پاس کرنا ہے۔ اگر اپنے عہد نہیں نبھا رہے تو عہد توڑنے کے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور عہد توڑنے کے ساتھ ساتھ خیانت بھی کر رہے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ بے ایمان اور بے دین لوگ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ میں امانت، دیانت اور لین دین میں اعلیٰ معیار قائم کرنے کا جو احساس پیدا کیا، جو تربیت کی اس کا نتیجہ یہ تھا کہ بعض دفعہ صحابہ سودے میں اس بات پر بحث کیا کرتے تھے کہ مثلاً لینے والا یا خریدنے والا کسی چیز کی قیمت زیادہ بتا رہا ہے اور دینے والا اس کی قیمت کم بتا رہا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی ایک دوسرے صحابی کو ایک گھوڑا بیچنے لگے اور اس کی جو قیمت بیچنے والے نے جو بتائی وہ خریدنے والے کے نزدیک کم تھی۔ انہوں نے اس کی قیمت تین چار گنا کر کے بتائی۔ اور اس بات پہ جھگڑا ہو گیا۔ لینے والا کہہ رہا ہے میں کم قیمت لوں گا۔ دینے والا کہہ رہا ہے کہ نہیں مَیں زیادہ قیمت دوں گا۔ تو یہ تھے وہ معیار جو صحابہ نے حاصل کئے۔ اور یہی معیار ہیں جو ایک مومن کو حاصل کرنے چاہئیں، جن باتوں کا ایک مومن کو خیال رکھنا چاہئے اور اس طرح اپنی امانت اور دیانت کے معیاروں کو بڑھانا چاہئے۔

ایک بہت بڑی بیماری جو دنیا میں عموماً ہے اور جس کی وجہ سے بہت سارے فساد پیدا ہوتے ہیں وہ ہے کاروبار کے لئے یا کسی اور مَصرف کے لئے قرض لینا اور پھر ادا کرتے وقت ٹال مٹول سے کام لینا۔ بعض کی تو نیت شروع سے ہی خراب ہوتی ہے کہ قرض لے لیا پھر دیکھیں گے کہ کب ادا کرنا ہے۔ اور ایسے لوگ باتوں میں بھی بڑے ماہر ہوتے ہیں جن سے قرض لینا ہو ان کو ایسا باتوں میں چراتے ہیں کہ وہ بیوقوف بن کے پھر رقم ادا کر دیتے ہیں یا کاروباری شراکت کر لیتے ہیں۔

بہرحال ایسے ہر دو قسم کے قرض لینے والوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جس شخص نے لوگوں سے واپس کرنے کی نیت سے مال قرض پر لیا اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادائیگی کے سامان کر دے گا۔ اور جو شخص مال ہڑپ کرنے کی نیت سے قرض لے گا اللہ تعالیٰ اسے تلف کر دے گا‘‘۔

اکثر مشاہدہ میں آتا ہے ایسے لوگ جو بدنیتی سے قرض لیتے ہیں ان کے کاموں میں بڑی بے برکتی رہتی ہے۔ مالی لحاظ سے وہ لوگ ڈوبتے ہی چلے جاتے ہیں اور خود تو پھر ایسے لوگ برباد ہوتے ہی ہیں ساتھ ہی اس بے چارے کو بھی اس رقم سے محروم کر دیتے ہیں جس سے انہوں نے باتوں میں چرا کر رقم لی ہوئی ہوتی ہے۔ جو بعض دفعہ اس لالچ میں آ کر قرض دے رہا ہوتا ہے، پیسے کاروبار میں لگا رہا ہوتا ہے کہ مجھے غیر معمولی منافع ملے گا۔ وہاں عقل اور سوچ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بس وہ منافع کے چکر میں آ کر اپنے پیسے ضائع کر دیتے ہیں اور بظاہر اچھے بھلے، عقلمند لوگوں کی اس معاملے میں عقل ماری جاتی ہے اور ایسے دھوکے بازوں کو رقم دے دیتے ہیں۔

تو قرض جب بھی لینا ہو نیک نیتی سے لینا چاہئے۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا اللہ پھر اس کی مدد کرتا ہے۔ اور ایک احمدی کا یہی نمونہ ہونا چاہئے اور قرض کی واپسی بھی بڑے اچھے طریقے سے ہونی چاہئے جیسا کہ پہلے بھی ذکر آ چکا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی ایک اور روایت مَیں بیان کرتا ہوں۔ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سال کا اونٹ لینا تھا وہ آیا اور تقاضا کرنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے دے دو۔ جس کو بھی آپؐ نے کہا تھا انہوں نے طلب کرنے والے کے تقاضے کے مطابق اونٹ تلاش کیا تو اس عمر کا یعنی ایک سال کا اونٹ انہوں نے نہیں پایا۔ بڑی عمر کا اونٹ تھا جو زیادہ قیمتی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو دے دو۔ اس پر جس کو دینا تھا اس نے کہا آپؐ نے میرا قرض بہتر طور پر پورا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر دے۔ بہرحال وہ اس کی دعا تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرض ادا کرنے کے لحاظ سے بہتر ہو۔

(بخاری کتاب الوکالۃ باب وکالۃ الشاھد والغائب جائزۃ......)

تو یہ قرض کی ادائیگی کے نیک طریق کے نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دکھائے ہیں۔

احمدیوں نے اگر دنیا سے فساد کو دور کرنا ہے تو آپس میں جو بھی لین دین یا قرض لیتے ہیں ان کی اس طرح حسن ادائیگی ہونی چاہئے۔ آپس میں کاروباری معاملات خوبصورتی سے طے ہونے چاہئیں۔ اور کوئی دھوکہ اور کسی قسم کی بھی بدنیتی شامل نہیں ہونی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نفس امّارہ کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اس حالت کی اصلاح کے لئے عدل کا حکم ہے۔ اس میں نفس کی مخالفت کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً کسی کا قرضہ ادا کرنا ہے لیکن نفس اس میں یہی خواہش کرتا ہے کہ کسی طرح سے اس کو دبا لوں اور اتفاق سے اس کی میعاد بھی گزر جائے۔ اس صورت میں نفس اور بھی دلیر اور بے باک ہو گا کہ اب تو قانونی طور پر بھی کوئی مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ ٹھیک نہیں۔ عدل کا تقاضا یہی ہے کہ اس کا دَین واجب ادا کیا جاوے‘‘۔ اس کا قرض واجب ادا کرو’’ اور کسی حیلے اور عذر سے اس کو دبایا نہ جاوے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پرواہ نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہ عدل کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے‘‘۔ یعنی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ ’’پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور ہر قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دور بھاگنا چاہئے۔ کیونکہ یہ امرِ الٰہی کے خلاف ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 4صفحہ607جدید ایڈیشن)

پس ہمارے سامنے یہ تعلیم ہے۔ ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تعلیم کے نمونے قائم کرتے ہیں۔ اگر ہمارے عمل اس کے خلاف ہوں تو ہمیں سوچنا چاہئے کہ نہ تو ہم امانت کا حق ادا کر رہے ہیں، نہ ہی ہم اپنے عہد پورے کر رہے ہیں بلکہ کاروبار میں دوسروں کو دھوکہ دے کر قرضوں میں ٹال مٹول سے کام لے کر گناہگار بن رہے ہیں اور اُس زمرے میں آ رہے ہیں جو فساد پیدا کرنے والے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پرواہ نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں سے بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ تو مَیں بھی آج بڑے افسوس سے یہی بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اتنا بڑا دعویٰ لے کر اٹھے ہیں پہلے تو ذرائع وسائل اتنے نہیں تھے کہ خلیفۂ وقت جو بات کہہ رہا ہوتا تھا یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات جو بیان کئے جاتے تھے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تعلیم بتائی جاتی تھی جس کو ماننے کا ہم دعویٰ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات بیان کئے جاتے تھے وہ اسی جگہ پر محدود ہوتے تھے جس مجمع کو یا جس جلسے کو وہ خطاب کیا جا رہا ہوتا تھا۔ یا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس کا خلاصہ یا کچھ حد تک تفصیل چند ہفتوں بعد جماعت کے افراد تک پہنچ جاتی تھی اور ان کی تعداد بہت کم ہوتی تھی جو براہ راست استفادہ کر سکیں۔ لیکن آج ایم ٹی اے کے بابرکت انعام اور انتظام کی وجہ سے یہ آواز اس وقت لاکھوں احمدیوں کے کانوں تک پہنچ جاتی ہے۔ بلکہ آج ہمارے دعوے کی آواز اپنوں اور غیروں تک یکساں ایک ہی وقت میں پہنچ جاتی ہے۔ دوسرے بھی بہت سارے استفادہ کرتے ہیں۔ اس لئے ہماری ذمہ داری بڑھ گئی ہے کہ ہر ملک میں، ہر شہر میں، ہر احمدی اپنے آپ کو اس تعلیم

راحت علی جیولرز
Now we make 22K gold jewellery on order
For marriages and other functions get your jewellery on competitive rates
All type of jewellery repairing, re-polishing and missing stone.
We do Ear piercing also.
RAHAT ALI JEWELLERS (London)
Contact: Rahat Rana
190 London Road Morden, SM4 5AN
(Opp. Baitul Futuh Mosque)
Tel: 020 8648 0282. Mobile: 07832105995

کے مطابق ڈھالے جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔ اپنی کمزوریوں کو اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے چھپانے کی کوشش کرے، دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور حتی الوسع یہ کوشش کرے کہ ایسی کمزوریاں اور عمل سرزد نہ ہوں جو جماعت کی بدنامی کا موجب بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو بڑے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ ایسے لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میری طرف منسوب ہو کے اور پھر مجھے بدنام کرتے ہو تو پھر میرے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہیں کرتے تو میری بیعت کے مقصد کو پورا کرنے والے نہیں ہو۔ کیونکہ جب ایک شخص غیر کے سامنے اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے تو دوسرا تو بہرحال اس کو احمدی سمجھتا ہے اور کسی احمدی کہلانے والے کے بارے میں گہرائی میں جانے سے پہلے، جاننے سے پہلے، یہی سمجھتا ہے کہ عموماً جس طرح احمدی دوسروں کی نسبت زیادہ قابل اعتماد ہیں، قابل اعتبار ہیں، یہ بھی ہوگا۔ لیکن جب کسی احمدی سے ایسی سوچ والے کسی شخص کو لین دین میں یا کاروبار میں یا دوسرے وعدوں میں کوئی نقصان پہنچتا ہے یا صدمہ پہنچتا ہے تو وہ پوری جماعت کو ہی برا سمجھتا ہے۔

آج کل مجھے کئی خط مل رہے ہیں غیر از جماعت مسلمانوں کی طرف سے بھی اور غیر مسلموں کی طرف سے بھی۔ چاہے مہینے میں دو چار ہی ہوں، لیکن بہرحال بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ جماعت جس طرح پھیل رہی ہے بعض نئے آنے والے اپنے کاروباری ساتھیوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور ان کے پرانے دھوکے چل رہے ہوتے ہیں۔ لیکن مجھے تکلیف اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب پُرانے احمدی خاندانوں کے بعض لوگ بھی دھوکے میں ملوث ہوتے ہیں۔ پاکستان سے بھی اور دوسرے ملکوں سے بھی بعض غیر از جماعت خط لکھتے ہیں کہ آپ کا فلاں احمدی ہمارے اتنے پیسے کھا گیا۔ بلکہ ایک نے تو یہ لکھا کہ مَیں نے آپ کو خط لکھا تھا آپ نے جماعت کو کہا جماعت نے بڑی مدد کی۔ لیکن وہ احمدی کسی طرح اس وعدے کو پورا کرنے یا پیسے دینے پر راضی نہیں ہے۔ اس لئے مَیں اب اپنا معاملہ خدا پہ چھوڑتا ہوں۔ یہ الفاظ تو ایک احمدی کو کہنے چاہئیں کہ مَیں اپنا معاملہ خدا پہ چھوڑتا ہوں کجا یہ کہ کوئی دوسرا کہہ رہا ہو۔ تو جب بھی ایسے معاملات کا علم ہوتا ہے تو دوسرے کے پیسے واپس کرانے یا ادا کرنے کی کوشش تو کی جاتی ہے لیکن بعض دفعہ مطالبہ کرنے والا بھی غلط ہوتا ہے، ناجائز مطالبہ کر رہا ہوتا ہے۔ بہرحال احمدیوں کا فرض بنتا ہے کہ اپنے لین دین کو، ماپ تول کو، کاروبار کو، قرضوں کی واپسی کو، بالکل صاف ستھرا رکھیں۔ قرآنی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات کے مطابق ہمیشہ اپنا دامن پاک و صاف رکھیں۔ اس طرح کرنے سے جہاں وہ اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں گے وہاں جماعت کی نیک نامی کا بھی باعث بن رہے ہوں گے۔ پہلے بھی مَیں کئی دفعہ اس بارے میں کہہ چکا ہوں یہ بھی ایک خاموش تبلیغ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس طرح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہر کوئی اپنے معاملات ہمیشہ صاف رکھنے والا ہو۔

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

بقیہ از صفحہ نمبر 16

کی صحت پر ہے۔ کبھی اجابت دعا میں اس لئے بھی دیر ہوتی ہے کہ سائل کو زیادہ ثواب ملے اور امیدوار کو زیادہ بخشش دی جائے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوالی مانگتا ہے اور محروم رہتا ہے مگر جلد یا بدیر طلب سے زیادہ اسے دے دیا جاتا ہے یا پھر محرومی ہی اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ نہیں معلوم کتنی مرادیں ایسی ہیں کہ پوری ہو جائیں تو انسان کی عاقبت برباد ہو جائے۔ پس چاہئے کہ تیری دعا صرف انہیں باتوں کے لئے ہو جو تیرے لئے سودمند ہیں اور جو نقصان دہ ہیں وہ تجھ سے دور رہیں۔ سن لے مال و دولت بری چیز ہے۔ مال تیرے لئے ہے، تُو مال کے لئے نہیں ہے۔

اے پیارے فرزند ارجمند! تو آخرت کے لئے پیدا ہوا ہے، نہ کہ دنیا کے لئے۔ فنا کے لئے بنا ہے نہ کہ بقا کے لئے۔ تو ایسے مقام میں ہے جو ڈانوں ڈول ہے اور تیری تیاری کرنے کی جگہ ہے۔ یہ محض آخرت کا راستہ ہے۔ موت تیرے تعاقب میں لگی ہوتی ہے۔ تو لاکھ بھاگے بچ نہیں سکتا۔ ایک نہ ایک دن تجھے شکار ہو ہی جانا ہے۔ لہذا ہوشیار رہ کہ موت ایسی حالت میں نہ آجائے کہ تو ابھی توبہ و انابت کی فکر میں ہی ہو اور وہ درمیان میں حائل ہو جائے۔''

(نہج البلاغہ۔ مطبوعہ بیروت: دارالکتب اللبنانی، 1882ء صفحہ 406,391)

❀❀❀❀❀

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ۔ (مینجر)

کینیا (مشرقی افریقہ) کے نیانزا ریجن میں تربیتی کلاس داعیان الی اللہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: محمد افضل ظفر۔ مبلغ سلسلہ)

نیانزا ریجن کے داعیان الی اللہ کی دس روزہ تربیتی کلاس احمدیہ مشن کسومو میں 23ستمبر تا 02اکتوبر 2005ء منعقد ہوئی۔ اس کلاس میں ریجن ہذا کی مختلف جماعتوں سے 14 داعیان الی اللہ نے شرکت کی۔ کلاس کے انتظامی امور کی نگرانی اور طعام کی تیاری مکرم عبدالکریم صاحب صوبائی قائد کسومو نے کی جبکہ تعلیم و تدریس میں معلم عبداللہ حاجی صاحب نے خاکسار کی معاونت کی۔ اگرچہ اس کلاس کے لئے طلباء جمعہ کی صبح کو ہی کسومو پہنچ گئے تھے اور انہیں پڑھانا بھی شروع کر دیا تھا تاہم اس کا باضابطہ افتتاح مکرم مولانا جمیل احمد صاحب امیر و مشنری انچارج کینیا نے ہفتہ کے روز بعد از نماز فجر کیا۔ آپ نے طلباء سے تعارف حاصل کرنے کے بعد انہیں نہایت مفید نصائح فرمائیں اور پھر کلاس کی کامیابی اور جماعت کی ترقی کے لئے دعا کروائی۔

کلاس کا آغاز روزانہ نماز تہجد سے ہوتا تھا۔ نماز فجر کے بعد خاکسار درس قرآن کریم دیتا اور معلم عبداللہ حاجی صاحب درس حدیث دیتے۔ اس کے بعد مضامین کی پڑھائی شروع ہوتی۔ ایک گھنٹہ کے لئے ناشتہ اور تیاری کا وقفہ ہوتا۔ اس دوران طلباء مسجد اور مشن کمپاؤنڈ کی صفائی کرتے اور پودوں کو پانی دیتے۔ آٹھ بجے کلاس شروع ہوتی جو بارہ بجے تک جاری رہتی۔ دو بجے تک نماز اور کھانے کا وقفہ ہوتا جس کے بعد نماز عصر تک کلاس جاری رہتی۔ عصر کی نماز کے بعد سارے دن کا آموختہ دہرایا جاتا اور چھ بجے کلاس ختم ہوتی۔ اس کے بعد نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی اور شام کے کھانے کا پروگرام ہوتا۔ اسی کے دوران طلباء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ مشرقی و مغربی افریقہ ویورپ کی ویڈیو ریکارڈنگ دکھائی جاتی۔ نماز عشاء کے بعد پھر معلم عبداللہ صاحب دہرائی کرواتے اور دس بجے شب کلاس کا اختتام ہوتا۔

اس کلاس میں ارکان اسلام، ارکان ایمان، اذان، اقامۃ، نماز، وضو کا طریق، تیمّم کا طریق، وضو کی دعا، بیت الخلاء جانے اور نکلنے کی دعا۔ دعا بعد اذان۔ مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا۔ نماز جنازہ، دعائے قنوت، سونے اور جاگنے کی دعا۔ کھانا شروع کرنے اور کھانے کے بعد کی دعا، خطبہ جمعہ، دس احادیث نبویہ، ادعیۃ الرسول۔ نماز کے مسائل روزہ کے مسائل کے علاوہ آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ، خلفاء راشدین کا تعارف۔ عقائد احمدیت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفاء احمدیت کا تعارف وغیرہ پڑھائے گئے۔

اس کلاس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ طلباء کو اس طرح تربیت دی جائے کہ وہ اپنے علاقوں میں عندالضرورت نماز پڑھانے، خطبہ جمعہ دینے اور جنازہ وغیرہ پڑھانے کا کام کر سکیں۔

انشاء اللہ چند ماہ بعد اس سلسلہ کی دوسری کلاس کا انعقاد ہوگا جس میں ان داعیان الی اللہ کو مزید امور سکھائے جائیں گے یوں انہیں اس قابل بنا دیا جائے گا کہ جماعتی تربیت کی ذمہ داریاں ادا کر سکیں اور اسلام کے بنیادی احکامات سے آگاہی ہو۔ اور مرحلہ وار کلاسز کا انعقاد کر کے انہیں اس قابل بنایا جائے گا کہ یہ جماعت میں تربیتی ذمہ داریاں ادا کر سکیں اور احباب جماعت کی تعلیم و تربیت میں معلمین و مبلغین کا ہاتھ بٹا سکیں۔

اس کلاس کے لئے طلباء نے آنے جانے کا کرایہ خود ادا کیا۔ بعض طلباء جو کرایہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے وہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ کلومیٹر دور سے سائیکلوں پر آئے اور سائیکلوں پر ہی واپس گئے۔ تاہم بعض طلباء کی مالی معاونت بھی کی گئی۔

کلاس میں زبانی تدریس کے علاوہ نوٹس بھی لکھ کر دئے گئے۔ طلباء کو نوٹ بکس بھی مہیا کی گئیں۔

الحمدللہ اس کلاس میں طلباء نے نظم و ضبط اور تعاون کا اچھا مظاہرہ کیا اور کلاس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔ تمام طلباء کو کتابچہ نماز مترجم سواحیلی اور کتابچہ اسلامی تعلیمات بزبان سواحیلی تحفةً دئے گئے۔ اتوار 2اکتوبر کو بعد نماز ظہر کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

دعا ہے کہ مولیٰ کریم انہیں زیادہ سے زیادہ نافع الناس وجود بنائے اور جماعت کی بہترین خدمت کی توفیق دے۔ آمین

❀❀❀❀❀

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ:

''دعا کے معاملہ میں مَیں نے دیکھا ہے کہ ہمارے امام صادق کی عادت ہے کہ اگر کوئی دینی مصیبت میں گرفتار ہو تو آواز کان میں پڑتے ہی بے اختیار ہو جاتے اور پوری رقّت اور عقد ہمت اپنے اندر پاتے۔ اس کو یوں سمجھو کہ اس انسانِ کامل کو دین سے ایسا ہی پیار ہے کہ ہمہ تن دین ہی دین ہے۔ یا یوں اسے تعبیر کرو کہ خدا تعالیٰ کی توجہ محض دین ہی کے امور کی طرف اور اس کا محبوب دین ہی ہے کہ وہ دین کے لئے دعا کو فوراً سنتا ہے''۔

(الحکم قادیان 17/ اگست 1899ء صفحہ 4)

محض باتیں بنانا انسان کی عزت کو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں قائم نہیں کرتا۔

(حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

جماعت احمدیہ بوسنیا کے
چھٹے جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد
207 افراد کی شرکت ۔ جرمنی سے جماعتی وفد کی شمولیت ۔

(وسیم احمد سروعہ ۔ مبلغ بوسنیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے جماعت احمدیہ بوسنیا کا چھٹا جلسہ سالانہ مورخہ یکم اکتوبر 2005ء جماعتی مرکز مسجد بیت السلام میں منعقد ہوا۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کے سلسلہ میں قریباً ایک ماہ پہلے سے پروگرام کو حتمی شکل دی گئی۔ جلسہ سے دو دن قبل تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ۔ مسجد کے صحن میں پہلی دفعہ ٹینٹ بھی لگائے گئے ۔

یکم اکتوبر کو صبح سات بجے مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ تمام مہمانوں کی رجسٹریشن کی جاتی رہی ۔ دس بجے تک قریباً جب تمام مہمان تشریف لا چکے تھے۔

مسجد کے صحن میں ایک بکسٹال لگایا گیا تھا جہاں سے لوگ کتب حاصل کرتے رہے۔ امسال ہم نے بوسنین زبان میں چند نئی کتب اور فولڈرز شائع کروائے ۔ نیز بعض ضروری مضامین فوٹو کاپی کر کے تقسیم کروائے گئے۔

پروگرام جلسہ

پروگرام کا آغاز مکرم مولانا مبارک احمد تنویر صاحب مبلغ سلسلہ و نائب امیر جرمنی کے کرسیٔ صدارت پر تشریف لانے سے ہوا۔

تلاوت قرآن کریم مکرم دامر کراموچ صاحب (Dami Karamujic) نے کی۔اس کے بعد مکرم مختار احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں سے چند اشعار پیش کئے جن کا بوسنین زبان میں ترجمہ بھی سنایا گیا۔

جلسہ کی پہلی تقریر مکرم دینو شابوچ صاحب (Dino Sabouic) صاحب نائب صدر بوسنیا نے کی ۔ انہوں نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جلسہ سالانہ کی غرض و غایت بیان کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں میں سے (جو جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے آپؑ نے کی تھیں) کچھ پڑھ کر سنائیں۔ اس کے بعد انہوں نے جماعت احمدیہ کی امتیازی خصوصیات بیان کیں کہ جماعت نے دنیا کو کیا دیا ہے۔ دوسرے مسلمانوں سے بنیادی فرق وفات مسیح کا ذکر کیا۔ نیز ختم نبوت کا صحیح مفہوم بیان کرنے کے ساتھ خلافت احمدیہ کا ذکر کیا۔ اسی طرح MTA کا ذکر بھی کیا۔ اور احمدیت کے ذریعہ جو برکات دنیا کو ملی ہیں ان کا ذکر کیا۔

جلسہ کی دوسری تقریر خاکسار وسیم احمد سروعہ مبلغ سلسلہ کی تھی۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے مشن کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس زمانہ کے امام کو ماننا کیوں ضروری ہے۔

بوسنین احباب کو بتایا کہ وہ بہادر قوم ہے جنہوں نے ساڑھے تین سال ایک طاقتور دشمن کا ڈٹ کا مقابلہ کیا۔ اپنے وطن کے لئے بے شمار قربانیاں دیں اور آخر اپنی آزادی قائم رکھنے میں کامیاب ہوئے۔ کیا وہ اس زمانہ کے امام کو قبول کر کے بہادری نہیں دکھائیں گے۔ پہلے آپ نے دُور سے اس جماعت کا نام سنا تھا اب یہ پیغام آپ تک پہنچ چکا ہے۔آپ کی زبان میں امام مہدی علیہ السلام کی کتب موجود ہیں۔ آگے آئیں اور اس زمانہ کے امام کے پیغام کو قبول کر کے برکات کو حاصل کرنے والے بنیں۔

اس تقریر کے بعد ایک نظم پیش کی گئی جو ایک بوسنین بچی نے پڑھی۔ یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نظم 'حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی' میں سے منتخب اشعار پر مشتمل تھی جن کا بوسنین زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔

پہلے اجلاس کی آخری تقریر مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی کی تھی۔ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام کی سیرت بیان کی اور ان قربانیوں کا ذکر کیا کہ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی یاد تازہ کر دی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ نیز دیگر صحابہ مثلاً حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ، حضرت منشی اروڑے خان صاحب ؓ کا بھی ذکر کیا۔ (یہ تقریر جرمن زبان میں کی گئی اور مکرم دینو شابوچ صاحب نے بوسنین زبان میں ترجمہ کیا۔

اس تقریر کے بعد کھانے اور نمازوں کا وقفہ ہوا۔ مہمان نوازی کے لئے دو علیحدہ ٹیموں نے خواتین اور مرد حضرات کو علیحدہ علیحدہ کھانا کھلایا۔

دو بجے ظہر و عصر کی نمازیں ادا کی گئیں ۔اس موقع پر احباب کو بتایا گیا کہ ہمارے جلسوں کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی میں ہم نمازیں جمع کرتے ہیں ۔ سفر اور ایسے اجتماعات کے موقع پر جمع کر کے پڑھی جا سکتی ہیں۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی کی صدارت میں ہوئی ۔

سب سے پہلے ایک دوست چازم فرہاتوچ Cazim Ferhatovic نے بوسنین زبان میں ایک نظم پیش کی جس کے بعد مکرم مقصود الحق صاحب نے جماعت احمدیہ کی بنی نوع کے لئے خدمات کے موضوع پر اردو میں تقریر کی جس کا ساتھ ساتھ بوسنین زبان میں ترجمہ خاکسار نے کیا۔ آپ نے بتایا کہ خدمت انسانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جسے جماعت احمدیہ نے زندہ رکھا ہوا ہے۔اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ میں اس سنت کو جاری کیا۔ وہ غرباء میں خود دوائیاں تقسیم کرتے تھے ۔ دنیا میں جہاں کہیں قدرتی آفات زلزلہ، سیلاب وغیرہ آتے ہیں تو جماعت احمدیہ اس خدمت میں پیش پیش ہوتی ہے۔ خصوصاً بوسنیا کے معاملہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور جماعت احمدیہ نے جو خدمات کیں وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔

اس تقریر کے بعد ایک خاتون نے نظم پڑھی اور مکرمہ فاہریہ اودچ (Fahrija Audic) نے اسلام میں عورت کے مقام کے موضوع پر بوسنین زبان میں تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ اسلام سے قبل دیگر مذاہب میں خواتین کو کوئی حقوق حاصل نہ تھے۔ اسلام نے عورتوں کو حقوق دلوائے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا ذکر کیا کہ احمدی خواتین کس طرح تبلیغ اور تربیت کے میدان میں سرگرم عمل ہیں۔

جلسہ سالانہ بوسنیا کی آخری تقریر مکرم مولانا مبارک احمد صاحب تنویر مبلغ سلسلہ و نائب امیر جرمنی کی تھی جس میں انہوں نے حقیقی مومنوں کی نشانیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں بیان کیں۔ یہ تقریر اردو زبان میں تھی اور بوسنین میں خاکسار نے اس کا ترجمہ پیش کیا۔ (یہ تقریر خواتین کی جلسہ گاہ میں کی گئی اور مرد حضرات نے بھی سنی)۔

اس کے بعد خاکسار نے تمام شامل ہونے والے احباب کا شکریہ ادا کیا۔ مکرم مولانا مبارک احمد صاحب تنویر نے اختتامی دعا کروائی اور جماعت احمدیہ بوسنیا کا چھٹا جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ میں شامل ہونے والے تمام احباب نے پروگرام کو بہت پسند کیا۔ کئی افراد پہلی دفعہ شامل ہوئے تھے۔ ایک ستّر سالہ شخص نے جو کسی اور شہر سے آیا تھا کہا کہ مَیں نے اپنی عمر میں بہت جگہوں پر پروگرام دیکھے اور سنے ہیں لیکن جتنا مزا آج یہاں آیا میری زندگی میں کہیں نہیں آیا۔ بلکہ کہا کہ آپ ہماری مسجد میں آ کر تقریر کریں۔ مَیں نے کہا کہ ہم تو آنے کو تیار ہیں اپنے مولوی سے تو پوچھو۔ بہرحال جلسہ سالانہ جرمنی ایک بہت اچھے ماحول میں اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کی حاضری ی 207 تھی ۔MTA جرمنی کی ٹیم نے ریکارڈنگ کی اور بعض انٹرویوز بھی لئے جبکہ جرمنی سے آنے والے وفد کو جلسہ سالانہ کے بعد سرائیوو اور اس کے بعض نواحی علاقوں کی سیر کروائی گئی۔

آخر میں تمام احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ جلسہ میں شامل ہونے والوں میں پاک تبدیلی پیدا فرمائے اور جماعت کے زیادہ سے زیادہ قریب کرے۔ آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁

زاہد صادق کی پر اسرار عبادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

’’لکھا ہے کہ اگر کوئی عابد زاہد خدا کی عبادت میں مشغول ہو اور اس صدق اور جوش کا جو اس کے دل میں ہے انتہا کے نقطہ تک اظہار کر رہا ہو اور اتفاقاً کنڈی لگانی بھول گیا ہو تو کوئی اجنبی باہر سے آ کر اس کا دروازہ کھول دے تو اس کی حالت بالکل وہی ہوتی ہے جو ایک زانی کی عین زنا کے وقت پکڑا جانے سے۔ کیونکہ اصل غرض تو دونوں کی ایک ہی ہے۔ یعنی اخفائے راز ۔ اگرچہ رنگ الگ الگ ہیں **ایک نیکی کو اور دوسرا بدی کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے**‘‘۔

(الحکم 31 مارچ 1903ء صفحہ 7)

پاکوں اور ناپاکوں کے جذبات کا فرق ایک دلچسپ مثال سے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:-

’’پاک آدمیوں کی شہوات کو ناپاکوں کی شہوات پر قیاس نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ناپاک لوگ شہوات کے اسیر ہوتے ہیں مگر پاکوں میں خدا اپنی حکمت اور مصلحت سے آپ شہوات پیدا کر دیتا ہے اور صرف صورت کا اشتراک ہے۔ مثلاً قیدی بھی جیل خانہ میں رہتے ہیں اور داروغہ جیل بھی مگر دونوں کی حالت میں فرق ہے‘‘

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 298)

ولی اللہ کی دعا کے ذریعہ جہاز کی حفاظت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔ ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے ان کا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھے سمندر میں طوفان آ گیا قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اس کی دعا سے بچا لیا گیا اور دعا کے وقت اس کو الہام ہوا کہ **تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا**‘‘ ۔

(الحکم 2 مارچ 1908ء صفحہ 5-6)

بلاشبہ اہل اللہ کو نصرت و اعانت آسمانی کا تاج پہنایا جاتا ہے جس سے وہ دوسروں سے ممتاز نظر آتے ہیں جیسا کہ حضور نے درج ذیل پر معارف اشعار میں اشارہ فرمایا ہے ؎

ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اس لئے کہ عاشق یار یگانہ ہیں
ان کو خدا نے غیروں سے بخشا ہے امتیاز
ان کے لئے نشاں کو دکھاتا ہے کار ساز

❁❁❁❁❁❁❁

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے خطبات میں مقامِ مسیحِ موعود علیہ السلام کا پرمعارف بیان

(سید ساجد احمد۔ امریکہ)

برّصغیر پاک و ہند کے معروف عالمِ دینِ اسلام، الحاج، حکیم، حافظِ قرآنِ عظیم، حضرتِ نورالدین رضی اللہ عنہ نے جو اپنا تن، من، دھن حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام مدعیِ مسیحیت، پہ وار دیا تو اس لئے کہ انہوں نے مسیحِ موعود اور مہدیِ معہود کے مقام کو خوب پہچان کر اس دُرِّ بے بہا کی قدر کرنے کی حتی المقدور سعی کرنے کی ٹھانی۔ مسیحِ پاکؑ نے آپ کے علمی تبحّر اور فدائیت، دونوں کا برملا اعلان عام فرمایا۔ آپ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی زندگی میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم مقام کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار بڑی وضاحت اور ایمان و یقین کے ساتھ ایسے فرما دیا کہ کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ چھوڑی۔ جہاں جماعت احمدیہ کے لئے ان کے ارشادات تقویتِ ایمان کا باعث ہیں وہاں خاص طور پر اہلِ لاہور کے لئے، جو حضرت مسیحِ موعود کے مقامِ نبوت کو قبول نہیں کرنا چاہتے، آپ کے ارشادات میں نور ہدایت کی ایک ابدی روشنی ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی ہے۔

حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے اکثر خطبات کتابی شکل میں 'خطبات نور' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ گو آپ کے سب خطبے معرض تحریر میں لا کر محفوظ نہ کئے جا سکے، تاہم اس مجموعے میں آپ کے علم و فضل اور ایمان و یقین کا ایک بحرِ بے کراں موجیں مار رہا ہے اور یہ مجموعہ قارئین کے لئے پرلطف دعوتِ عرفان ہے۔

جہاں یہ مجموعہ متنوع موضوعات پر علم و عرفان کا نور سمیٹے ہوئے ہے، وہاں اس مجموعے میں مقامِ مسیحِ موعودؑ کا بھی بڑے احسن طریق پر ذکر ہے۔ اس تحریر میں چند اقتباسات بترتیب زمانی قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

❁……1902ء میں حضرت قمر الانبیاء رضی اللہ عنہ کے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''اور پھر کیا بلحاظ اس انعام اور فضل کے جو ہم پر اللہ تعالیٰ نے کیا کہ تیرہ سو برس سے جس کے دیکھنے کو ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں مخلوق کی آنکھیں ترستی گئی ہیں اور امت کے صلحا اور اولیاء اور علماء ربانی جس کو سلام کہتے گئے، ہم نے اس کا زمانہ پالیا۔ اور پھر جس سے اکثر لوگوں کی بدبختی نے انہیں محروم رکھا ہمیں اس کی غلامی کا شرف عطا فرمایا اور اس طرح پر ہم پر وہ انعام کیا کہ جیسے اولین میں ایک نبی اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھا، آخرین میں بھی اسی طرح آپ کا تابع نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ اس لئے جب ہم پر یہ انعام، یہ فضل ہوئے ہیں تو اور بھی زیادہ ہمیں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں''۔

(خطبات نور، صفحہ ۱۰۲، خطبہ نکاح حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، ۱۲ ستمبر ۱۹۰۲)

اس بیان میں آپ نے واضح طور پر حضرت مسیحِ پاک علیہ السلام کے تابع نبی ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور آپ کے لئے نبی کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور آپ کی غلامی کی قدر بیان فرمائی ہے۔

اسی خطبہ میں آپ مزید ارشاد فرماتے ہیں:۔

''اور آخری نبی محمد ﷺ ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ اور اب کوئی نبی اور رسول آپؐ کے سوا نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بھی جو آیا وہ اس کا غلام ہی ہو کر آیا ہے''۔

(خطبات نور، صفحہ ۱۰۳۔۱۰۴، خطبہ نکاح حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ، ۱۲ ستمبر ۱۹۰۲)

اس بیان میں، جیسا کہ آپ کا طرزِ کلام تھا، آپ نے بڑے ہی مختصر الفاظ میں مگر انتہائی جامعیت کے ساتھ ختم نبوت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا مؤقف واضح فرما دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے یہ خطبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں ارشاد فرمایا۔ یہ ممکن نہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتفاق نہ ہوتا، یا یہ بیان آپ کے مؤقف سے ہٹ کر ہوتا تو آپ خاموش رہتے اور غلط بات کی تردید نہ فرماتے۔ چنانچہ بلا ریب یہی مؤقف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا، جس کا ذکر مسیح موعود علیہ السلام نے واضح طور پر اپنی کئی کتب، مثلاً حقیقۃ الوحی، نزول المسیح، تجلیات الٰہیہ وغیرہ میں فرمایا، اور جو خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ سے جماعتِ احمدیہ میں بفضلِ خداوندِ عظیم قائم رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قائم رہے گا۔ یہی وہ مؤقف ہے جو مصلحِ موعود، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ، نے پیش فرمایا، اور یہی مؤقف ہے جو جماعت احمدیہ کا طرہ امتیاز ہے۔ یہی مؤقف حیاتِ اسلام کی نشانی ہے کہ اب صرف چشمہ محمدی فیضانِ الٰہی کا منبع ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوی نبوت کی یہی صحیح تشریح ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے یہاں بیان فرمائی ہے۔

یہاں یہ بات بھی بہت ہی قابلِ غور ہے کہ مندرجہ بالا دونوں بیانات جن میں نبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے نکاح کے موقع پر دیئے گئے ہیں۔ اس مضمون میں دیا گیا آخری حوالہ، جس میں لفظ نبی استعمال ہؤا ہے، وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے نکاح پر دیئے گئے خطبے میں سے ہے۔ اس طرح حضرتِ نورالدین رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کو اس طرف پرحکمت طریقے سے متوجہ فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حقیقی مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے ذریعے ہی دنیا میں قائم ہوگا۔ اس بات کی پرزور تائید ایک اور بیان سے ہوتی ہے جو حضرت حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ نے ۱۹۰۶ میں دیا اور جس کا ذکر آگے بالترتیب سال ۱۹۰۶ میں ہے۔

1904ء میں آپ عید کے خطبہ کے دوران میں فرماتے ہیں:۔

''بعض وقت لوگوں کے اعمال ایک مامور کو بھی مشکل میں ڈالتے ہیں۔ اس لئے تم لوگوں کو فکر چاہئے کہ ایک شخص مامور مرسل تم میں موجود ہے۔ تم نے اپنی برادری اور قوم اور خویش و اقارب کی پروا نہ کرکے اس کے ہاتھ پر خود کو فروخت کر دیا ہے۔ اگر تم میں وہی بلائیں اور ظلمتیں موجود ہیں جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ والوں میں تھیں تو تم اس کے راستہ میں روک ڈالتے اور خود فیض سے محروم رہتے ہو''۔

(خطبات نور، صفحہ ۱۷۶۔۱۷۷، خطبہ عید الفطر، ۹ دسمبر ۱۹۰۴)

اس خطبہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مرسل کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

❁……1905ء میں خطبہ عید میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

''غرض ہر حکم الٰہی میں اس کو سوچنا پڑتا ہے کہ دین کو مقدم کرتا ہوں یا دنیا کو۔ کسی تقریر اور چالاکی سے کام لے رہا ہوں یا سچے اخلاص سے۔ اپنے ہر قول اور فعل کی پڑتال کرے کہ واقعی خدا تعالیٰ کے لئے ہے یا دنیوی اغراض اور مقاصد پیشِ نظر ہیں۔ پس اپنے اس بڑے عظیم الشان معاہدہ کو اپنے پیشِ نظر رکھو۔ یہ معاہدہ تم نے معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح و مہدی کے ہاتھ پر کیا ہے''۔

(خطبات نور، صفحہ ۱۸۷، خطبہ عید الاضحی، ۱۶ فروری ۱۹۰۵)

اس خطبہ میں پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مرسل کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ گویا پچھلے دو حوالوں کی رو سے آپ نے دوستوں کو خاص عید کے مواقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رسالت اور من جانب اللہ ہونا یاد کرایا کہ ہر سال عیدیں آئیں گی اور ہر عید احمدیوں کے لئے مقبولیتِ مقامِ مسیحِ پاک میں ترقی کی نوید سعید لئے ہوئے آئے گی اور ہر عید بفضلِ خدا صداقتِ احمدیت کے چمکتے نشانات اپنے دامن میں لئے عالمِ احمدیت کے لئے خوشیوں سے بھرپور ایک حقیقی عید ہوگی، اِن شاء اللہ تعالیٰ، اور جیسے عید بار بار آتی ہے، ایسے ہی جماعت احمدیہ پر فیضانِ الٰہی کی بارانِ رحمت بھی، لحہ بہ لحہ، روز بروز، سال بسال، مسلسل برستی چلی جائیں گی۔

❁……1906ء میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اور فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے نکاح کا اعلان فرماتے ہوئے ایک بہت ہی قابلِ غور و تدبر ارشاد فرماتے ہیں:۔

''پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے اس احسان کو یاد کرو کہ اس نے آدم کو پیدا کیا اور اس سے بہت مخلوق پھیلائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کا خاص فضل ہوا اور ابراہیم کو اس قدر اولاد دی گئی کہ اس کی قوم آج تک گنی نہیں جاتی۔ اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہمارے امام کو آدم کہا ہے اور ﴿بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا﴾ کی آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اسی طرح پھیلنے والی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں۔ کیونکہ اس کی اولاد میں اس قسم کے رِجَال اور نساء پیدا ہونے والے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس سے مکالمات سے مشرف ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ''۔

(خطبات نور، صفحہ ۲۴۰، خطبہ نکاح میاں شریف احمد صاحب، ۱۵ نومبر ۱۹۰۶)

حضرتِ نورالدین رضی اللہ عنہ نے یہاں ایک عظیم پیشگوئی کا ذکر فرمایا ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک وقت سے مسلسل پوری ہوتی چلی آرہی ہے۔ اولادِ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے مقام مسیح موعود کو حضرت نورالدین کی طرح شروع سے ہی پہچان لیا، اولادِ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام حضرتِ نورالدین رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مؤید ہوئی، اور حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے فرمائے ہوئے ختم نبوت کے حقیقی اور ارفع و اعلیٰ معانی کی روشنی میں ادراکِ مقامِ مسیحِ موعود حاصل کیا اور اس کی معلن ہوئی۔ انہی کو خدا تعالیٰ نے مقامِ مسیحِ موعود کو نیک دلوں میں جاگزیں کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے چنا، اور ہماری کیا ہی خوش قسمتی ہے کہ ہمارے موجودہ امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انہی فرزند حضرت مرزا شریف احمد رضی اللہ عنہ کی مبارک اولاد میں سے ہیں، جن کے نکاح پر حضرتِ نورالدین رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا عظیم الشان پیشگوئی فرمائی۔ اس پیشگوئی کا پچھلے سو سال سے پورے ہوتے چلے جانا بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی صداقت کا زندہ و پائندہ نشان ہے۔

❁……1908ء میں حضرتِ نورالدین رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی کے نکاح کا اعلان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین ہیں اور اب کوئی نبی اور رسول آپ کے سوا نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بھی جو آیا وہ آپ کا خادم ہو کر آیا ہے''۔

(خطبات نور، صفحہ ۲۸۶، خطبہ نکاح صاحبزادی مبارکہ بیگم صاحبہ، ۱۷ فروری ۱۹۰۸)

آپ نے اپنے خطبات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اکثر امام اور مامور کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، لیکن بڑی خصوصیت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا اعلان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کے خطبات نکاح پر فرمایا ہے، جیسا کہ اس حوالے اور اس مضمون کے شروع میں دیئے گئے دو حوالوں سے ظاہر ہے، کیونکہ قیامِ مقامِ مسیحِ پاک اور دوامِ پیامِ مسیح محمدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد نے مرکزی کردار ادا کرنا تھا، اور آپ یہ بات ان کے ذہنوں میں بخوبی جانشین کرانا چاہتے تھے۔ اس حقیقت کا ظہور جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ سے بخوبی ظاہر و باہر ہے، اور اہل نظر و ہمت کے لئے لمحۂ فکریہ ہے اور ایک عام دعوتِ قبولِ حق ہے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

❁❁❁❁❁

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number:
020 8875 4321

Fax Number:
020 8870 5234

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کا کامیاب و بابرکت انعقاد۔
علمی و ورزشی مقابلہ جات اور مختلف موضوعات پر اہم تقاریر۔

(سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی اجلاس سے خطاب)

جماعتی ترقی کے لئے خدام کی بہترین تربیت اور ان کا فعال ہونا اور ان تمام باتوں پر عمل کرنا جو خلیفۂ وقت کی طرف سے وقتاً فوقتاً بتائی جاتی ہیں، نہایت ضروری ہے۔

تم اپنے آپ کو معمولی نہ سمجھو۔ تم نے اس زمانہ کے امام کو مان کر ایک عہد کیا ہے۔ اب اس کو پورا کرو۔ اپنی دینی، روحانی اور اخلاقی ترقی کی طرف توجہ کرو۔ اب تمہاری ترقی سے، تمہاری اصلاح سے، جماعت کی ترقی وابستہ ہے۔

(سچائی کو لازم پکڑنے، جھوٹ سے پرہیز کرنے، باہمی محبت و اخوت اور اتحاد واتفاق کو اختیار کرنے اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کی ترغیب پر مشتمل نہایت اہم وتاکیدی نصائح)

(رپورٹ: فرخ سلطان۔ لندن)

امسال مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کا سالانہ اجتماع 30/ستمبر، یکم و 2/اکتوبر 2005ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوا۔ اس نیشنل اجتماع کا خصوصی موضوع ”خدام الاحمدیہ کا عہد“ رکھا گیا تھا۔

اجتماع کی تیاری کے لئے ملک بھر میں مجالس نے مقامی اور علاقائی سطحوں پر اجتماعات منعقد کرائے۔ نیشنل اجتماع کمیٹی کے چیئرمین نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ UK مکرم طارق احمد بی ٹی صاحب تھے جن کے ساتھ ڈیڑھ سو سے زائد کارکنان پر مشتمل مختلف ٹیموں نے عمدگی سے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ امسال پہلی بار اطفال کے اجتماع کو خدام کے احاطہ سے باہر منعقد کیا گیا اور مرکز ربوہ کی طرف پر اُن کے انتظامات کرنے کی کوشش کی گئی۔

اجتماع کا آغاز جمعۃ المبارک کی شام مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر UK کی زیرصدارت اجلاس سے ہوا۔ مکرم امیر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ اسلام کے نام پر ایسی حرکتیں کی جارہی ہیں جن کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہم نے اس معاشرہ میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلانا ہے تاکہ عوام کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوسکے۔ آپ نے جدید ٹیکنالوجی انٹرنیٹ کے صحیح اور مفید استعمال کرنے اور اس کے نقصانات سے بچنے کے لئے خاص محنت کرنی چاہئے۔ اسی طرح ایمانداری، دیانت اور ہمدردی جیسی اعلیٰ اخلاقی اقدار کی حفاظت کی طرف بھی توجہ دلائی۔

اجتماع میں بہت سے علمی و ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا جن میں تلاوت قرآن کریم، نظم خوانی، تقریر، فی البدیہہ تقریر، پیغام رسانی، حفظ قرآن، معلومات عامہ نیز ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ تیراندازی، فٹ بال اور والی بال بھی شامل ہیں۔ میدان عمل کے ساتھ مقررہ جگہ پر تمام مجالس نے اپنے خیمہ جات بھی نصب کئے اور حسب روایت اجتماعی باربی کیو کا بھی اہتمام کیا گیا۔

ہفتے کے روز ظہر اور عصر کی نمازوں کے بعد مکرم مرزا فخر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے خطاب کیا اور خدام اور اطفال سے سچ بولنے کی عادت پر قائم ہوجانے پر زور دیا۔ آپ نے جلسہ سالانہ کی نئی جگہ کی خرید کے سلسلہ میں نئے وعدہ جات لکھوانے کی بھی اپیل کی۔ اسی روز ایک پروگرام میں تین ایسے خدام نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر نظام وصیت میں شمولیت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جنہوں نے حال ہی میں نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق پائی ہے۔ اُن کے ایمان افروز خیالات سے سامعین نے بہت اثر قبول کیا۔

اجتماع کے آخری روز اتوار کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری اور اسلام آباد کے معائنہ کے معاً بعد چند نمائشی پروگرام منعقد ہوئے۔ سب سے پہلے خدام اور اطفال کی ٹیموں کے مارشل آرٹس اور باسکٹ بال کے میچز منعقد ہوئے نیز خدام اور انصار کی مجالس عاملہ کے مابین رسہ کشی کا مقابلہ بھی ہوا جس میں گزشتہ سال کی طرح انصار نے ہی کامیابی حاصل کی۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ عہدیداران کے مختلف گروپس نے تصاویر بنوائیں جس کے بعد اختتامی تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے کرسئ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد تلاوت قرآن کریم کے بعد عہد دہرایا گیا جس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔ پھر مکرم مرزا فخر احمد صاحب صدر مجلس نے رپورٹ پیش کی جس کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ مڈل سیکس ریجن نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر علم انعامی حاصل کیا جبکہ مورڈن کی مجلس کو خدام الاحمدیہ میں بہترین قیادت اور گلاسگو کو اطفال الاحمدیہ میں بہترین کارکردگی دکھانے کا انعام دیا گیا۔ تقسیم انعامات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت جیسا کہ آپ صدر صاحب کی رپورٹ میں سُن چکے ہیں یہ خدام الاحمدیہ کے اجتماع کا آخری سیشن ہے اور اب اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ اس اجتماع میں بہت سے پروگرام ہوئے ہونگے اور کچھ رپورٹ میں اُنہوں نے پیش بھی کی ہیں باتیں۔ علمی اور تربیتی پروگرام بھی ہوئے ہونگے کچھ تقاریر بھی ہوئی ہونگی۔ تو ان اجتماعوں کے منعقد کرنے کا مقصد یہی ہے کہ افرادِ جماعت کے کانوں میں نیکی کی باتیں مسلسل پہنچتی رہیں۔ ابھی دو مہینے پہلے ہی آپ کا جلسہ سالانہ ختم ہوا ہے۔ اُس میں بھی بہت سے علمی اور تربیتی خطاب ہوئے جو بہت سے سننے والوں کے لئے فائدے کا باعث بنے ہونگے۔ بہت سے خدام کو بھی ان تقاریر کو سننے اور پروگراموں میں شامل ہونے کے بعد اپنی اصلاح کی توفیق ملی ہوگی، اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہوگی۔ لیکن جب جماعت کی مختلف ذیلی تنظیمیں اپنے اجتماعات منعقد کرتی ہیں تو اس میں، قدرتی طور پر، خاص طور پر توجہ پیدا ہوتی ہے۔ لجنہ کو اپنی انفرادیت کا احساس پیدا ہوتا ہے، انصار کو اپنی اہمیت کا احساس ہوتا ہے، خدام کو اپنی اہمیت کا احساس ہو رہا ہوتا ہے اور وہ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم بھی جماعت کا ایک اہم حصہ ہیں۔ جس نے اپنے علیحدہ پروگرام بنا کر (عمر اور مزاج کے لحاظ سے مختلف پروگرام تشکیل دیے جاتے ہیں)، ان پروگراموں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کا ایک فعال حصہ بننا ہے۔ اطفال الاحمدیہ میں اپنی ایک انفرادیت اور اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔ بچے اپنے پروگرام کر رہے ہوتے ہیں اور بالکل نوجوان خدام جو ہیں چھوٹی عمر کے پندرہ اور بیس سال کے قریب ان کو اپنی اہمیت کا احساس ہوتا ہے اور ہونا چاہیے۔ کیونکہ جب تک کسی قوم کے ہر طبقے کو اور ہر فرد کو اپنی اہمیت کا احساس نہ ہوجائے کہ ہم جماعت کا ایک حصہ ہیں جس کے ساتھ جماعت کی ساکھ اور ترقی وابستہ ہے، اس وقت تک وہ ترقی کی روح نہیں پیدا ہوتی۔ ترقی کی روح تب ہی پیدا ہوتی ہے جب قوم کے ہر طبقے میں یہ احساس ہوجائے کہ ہماری ایک اہمیت ہے۔ پھر قومیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی منازل طے کرتی چلی جاتی ہیں۔ وہ ترقی کی منازل طے کرتی چلی جانے والی قومیں ہوتی ہیں۔ اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے جنہوں نے جماعت کی تمام ذیلی تنظیموں کی بنیاد ڈالی تھی وہ فرمایا کرتے تھے کہ جس جماعت کی ذیلی تنظیمیں بھی فعال ہوں اور جماعتی نظام بھی فعال ہو، اس جماعت کی رفتار ترقی کی رفتار کئی گنا ہوجاتی ہے۔

اور پھر یہ بھی فائدہ ہے کہ ان تمام تنظیموں کا کہ اگر کہیں جماعتی نظام میں ٹھہراؤ کی کیفیت پیدا ہوجائے کیونکہ بعض دفعہ بعض جماعتوں کے عہدیدار بڑی عمر کے ہونے کی وجہ سے احتیاطوں اور مصلحتوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ٹھیک ہے احتیاطیں اور مصلحتیں بھی ہونی چاہئیں کیونکہ مومن کا ہر قدم عقل سے اٹھنے والا قدم ہونا چاہیے لیکن بعض دفعہ سستیوں کو بھی احتیاطوں کا نام دیدیا جاتا ہے۔ تو بہرحال اگر کہیں مرد سُست ہیں تو عورتیں بعض دفعہ یا لجنہ بعض دفعہ active ہوجاتی ہے اور کچھ نہ کچھ ترقی تو ہوتی رہتی ہے۔ کہیں عورتیں اور بوڑھے سُست ہوں تو وہاں نوجوان active ہوتے ہیں، خدام active ہوتے ہیں اور جماعت میں ترقی کی رفتار نظر آتی رہتی ہے۔ کہیں ذیلی تنظیمیں اگر سُست ہوں اور جماعتی نظام یعنی صدر جماعت، امیر جماعت وغیرہ چُست ہوں تو وہاں بھی جماعتی ترقی ہوتی رہتی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا جماعتی مرکزی نظام یعنی اس جگہ کا جو جماعتی نظام ہے اور ذیلی تنظیمیں یہ سب فعال ہوں، ایک دوسرے سے تعاون کر رہی ہوں، مل جُل کر بھی اور اپنے دائرے میں بھی رہ کر اپنی تنظیموں کے تحت بھی تربیتی، علمی اور تبلیغی پروگرام بنا رہی ہوں تو وہاں جماعت کی رفتار کئی گنا ہوجاتی ہے۔ اب دوروں پہ جب بھی میں جاتا ہوں تو اسی نظر سے جب جائزہ لیتا ہوں تو سو فیصد یہ بات سچ ثابت ہوتی ہے کہ وہی جماعتیں ہر لحاظ سے ترقی کرتی ہوئی نظر آتی ہیں جہاں ہر طبقے کا جماعتی نظام فعال ہے اور اپنا اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

پس اس لحاظ سے انصار بھی ذمہ دار ہیں اور پوچھے جائیں گے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں یا نہیں۔ لجنہ بھی اپنے دائرے میں ذمہ دار ہے اور پوچھی جائے گی کہ اُس نے اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں یا نہیں۔ اور خدام بھی ذمہ دار ہیں اور پوچھے جائیں گے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں یا نہیں۔ اور خدام میں کیونکہ نوجوان لڑکے اور مرد شامل ہوتے ہیں جن میں زیادہ طاقت بھی ہوتی ہے اور صحت بھی اچھی ہوتی ہے، صلاحیت بھی ہوتی ہے اس لئے جماعتی ترقی کے لئے خدام کی بہترین تربیت اور فعال ہونا اور تمام پروگراموں میں حصہ لینا، تمام اُن باتوں پر عمل کرنا جو خلیفۂ وقت کی طرف سے وقتاً فوقتاً کی جاتی ہیں، زیادہ ضروری ہے۔ خدام ہی ہیں جنہوں نے مستقبل کی نسل کے باپ بننا ہے اور خدام ہی ہیں جن میں آئندہ نسل کے باپ موجود ہیں۔ جو شادی شدہ ہیں اور بچوں والے ہیں وہ آئندہ نسل کے باپ ہیں۔ اور ایک باپ کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں ہے جو باپ اپنی اولاد کو دیتا ہے۔ پس یہ تربیت بھی اگلی نسل کی تب ہی ہوگی جب آپ لوگ خود بھی اپنی تربیت کی طرف توجہ دے رہے ہونگے۔

خدام الاحمدیہ میں 30-25 سال کی عمر سے لے کر 40 سال تک کے خدام اگر اپنی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنی تربیت کی طرف توجہ دے رہے ہونگے، اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کر رہے ہونگے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کر رہے ہونگے تو وہ نہ صرف یہ کہ اپنی اولادوں کی نیک تربیت، بچپن سے کرنے کا ذریعہ بن رہے ہونگے بلکہ جو بالکل نوجوان خدام ہیں جو ان کے چھوٹے بھائیوں کا درجہ رکھتے ہیں ان کے سامنے وہ مثالیں قائم کر رہے ہونگے اور غیر محسوس طریق پر ان کی تربیت میں بھی حصہ لے رہے ہونگے۔ یاد رکھیں کہ قوموں کی زندگی صرف ایک نسل کی زندگی نہیں ہوتی بلکہ ترقی کرنے والی قومیں، دنیا کو اپنے زیر اثر لانے والی قومیں، ایک کے بعد دوسری نسل میں وہ روح پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں جن سے اُن کی ترقی کی رفتار کم نہ ہو اور جماعت احمدیہ تو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اُس نے آنحضرت ﷺ کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا ہے۔ پس اپنی اصلاح اور تربیت کی طرف توجہ دیں گے تو اس اہم کام کو پورا کرنے والے بھی ہونگے۔ اگر اس فکر سے آزاد ہونا ہے کہ قوم اصلاح کی طرف بڑھ رہی

ہے اور ہر دن یہ خوش خبری دینے والا دن ہے۔ ہر دن اس خوش خبری کے ساتھ طلوع ہو رہا ہے کہ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے قوم ترقی پذیر ہے تو اُس کا بہترین حل یہ ہے کہ نوجوان نسل کا ہر قدم روحانی اور اخلاقی لحاظ سے ترقی کی طرف اُٹھنے والا قدم ہو۔ اسی لئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ پس یہ نعرہ صرف اور صرف بینر پر لکھ کر لٹکانے کے لئے نہیں ہے یہ نعرہ لگانے کے لئے نہیں ہے یا خدام الاحمدیہ کے پروگراموں کے اُوپر پرنٹ کرنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ خدام الاحمدیہ کی انتظامیہ کے لئے بھی ایک چیلنج ہے کہ تم اپنے مقصد میں تب ہی کامیاب ہو سکتے ہو جب تم اپنے اور اپنے ساتھیوں کے قدم روحانی اور اخلاقی ترقی کی طرف لے جا رہے ہوگے۔ ورنہ یہ عہدے اور یہ سرگرمیاں، یہ Activities، یہ پروگرام، یہ سب بے فائدہ ہیں۔

اس لئے عہدیداروں کو، نیشنل عاملہ کے عہدے دار ہوں یا ریجنل عاملہ ہو یا مقامی عاملہ ہو یا مختلف دوسرے عہدے دار ہوں، ہر لیول کے عہدیداروں کے اپنے معیار بھی بلند ہونے چاہئیں تا کہ دوسرے بھی اُن سے سبق حاصل کریں۔ لیکن یہ نعرہ عام خادم کے لئے بھی ایک ٹارگٹ مہیا کر رہا ہے کہ تم اپنے آپ کو معمولی نہ سمجھو۔ تم نے اس زمانے کے امام کو مان کر ایک عہد کیا ہے اور اب اس کو پورا کرو۔ اپنی روحانی اور اخلاقی ترقی کی طرف توجہ کرو تمہارا ہر قدم نیکی کی طرف اٹھنے والا قدم ہو۔ کیونکہ اب تمہاری ترقی سے، تمہاری اصلاح سے جماعت کی ترقی وابستہ ہے۔ چھوٹی عمر کے خدام یہ نہ سمجھیں کہ ہماری عمر ابھی پندرہ سولہ سال کی عمر ہے، کھیلنے کھُولنے کی عمر ہے، کچھ بڑھے ہونگے تو اس طرف توجہ کر لیں گے۔ یہ عمر ایسی ہے جس میں پختہ اور میچور (Mature) سوچیں پیدا ہو جانی چاہیں۔ اس لئے ہر خادم کو اپنے مقام اور اہمیت کو سمجھنا چاہئے۔

حضور انور نے خدام سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد پورے کرنے اور اپنے عہد نبھانے کے بارے میں بہت زور دیا ہے۔ فرمایا کہ ہر عہد کے متعلق ایک نہ ایک دن جواب طلبی ہوگی، پوچھا جائے گا۔ اور آپ ہر اجلاس میں، اجتماع میں کئی دفعہ یہ عہد دہراتے ہیں۔ تو اس میں آپ دینی قومی اور ملّی مفاد کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہنے کا عہد کرتے ہیں۔ یہ عہد صرف منہ سے الفاظ نکالنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر عہد کرتے ہیں۔ پس اس عہد کو پورا کرتے ہوئے دین، قوم اور ملت کے لئے اپنی اصلاح کرتے ہوئے تمام نیک اخلاق کو اپنانا چاہیے۔ ہر خادم کو اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرتے ہوئے، اپنے لئے، اپنے دین کے لئے، اپنی قوم کے لئے، ملک کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں۔

پھر دوسرے اخلاق ہیں جن کو اختیار کرنے کا مومن کو حکم ہے۔ اس میں سب سے بڑھ کر ایک حکم جو ہے بہت ضروری حکم ہے میرے نزدیک جس پر اگر ہر خادم قائم ہو جائے تو ہر بُرائی سے بچنے اور اصلاح کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ ہے سچائی کو اختیار کرنا اور ہر حالت میں سچ کا دامن پکڑے رکھنا۔ گزشتہ چند سالوں میں دوسری جگہوں سے احمدی بھی آئے ہیں، پاکستان سے بھی اور یورپ سے بھی دوسرے ملکوں سے۔ ان میں خدام بھی ہیں اور مختلف پیشوں سے منسلک ہیں کچھ اسائلم سیکر (Asylum Seeker) بھی ہیں۔ تو جہاں جہاں بھی احمدی خادم ہے اُسے ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سچ کو نہیں چھوڑنا۔ مختلف طبقوں اور مزاجوں کے لوگ جب اکٹھے ہوں تو بعض دفعہ بظاہر چھوٹی چھوٹی بُرائیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں لیکن وہ چھوٹی نہیں ہوتیں ان کے نتائج بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کے شعبہ تربیت کو ہر لیول پر فعال کرنے کی ضرورت ہے کہ سچ کو کسی بھی موقع پر چھوڑنا اور جھوٹ کا سہارا لینا ایک بہت بڑی بُرائی ہے جو بہت سی بُرائیوں کے پیدا ہونے کا ذریعہ بنتی ہے۔ جھوٹ بولنے والے کی عبادتیں بھی بیکار جاتی ہیں کیونکہ جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کے مقابل پہ رکھ رہا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بتوں کی پرستش اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو۔ یعنی جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا کا بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ سو جھوٹ بولنے سے خدا بھی ہاتھ سے جاتا ہے۔ پس جھوٹ کو چھوٹی موٹی بُرائی نہیں سمجھنا چاہیے۔ جیسے بھی حالات ہوں، اگر سچ پر قائم رہنے کی کوشش کریں گے تو اپنی اصلاح کی بھی کوشش کر رہے ہونگے اور معاشرے کی اصلاح کی بھی کوشش کر رہے ہونگے۔

پھر ایک اعلیٰ خُلق محبت و اتفاق ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقی کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں اور پھر ناراضگیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ خاندان کے دوسرے لوگ بھی پھر ناراضگیوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ تو یہ کوئی بہادری نہیں ہے کہ غصہ میں آ کر فوراً لڑائی شروع کر دی بلکہ حدیث میں ہے کہ اصل بہادر وہ ہے جو غصہ دبانے والا ہے۔ پھر ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ جو لوگ میری خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اُن کو میں اپنی رحمت کے سائے میں جگہ دونگا۔ پس اپنی ناراضگیوں کو بڑھا کر اللہ کی رحمت سے دُور جانے کی بجائے آپس میں محبت اور اتفاق سے رہ کر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ خدام پر اپنے آپ پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آپ پر بھی اُن کی بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ آپ کی اصلاح سے قوم کی اصلاح وابستہ ہے۔ اس لئے ہر پہلو میں آپ لوگوں کو احتیاط کرنی چاہیے۔ ہر نیکی کو تلاش کر کے اختیار کرنا چاہیے اور ہر بُرائی کو بیدار ہو کر ترک کرنا چاہیے۔ یہاں بہت سے ایسے بھی ہیں جیسا کہ میں نے کہا اسائلم کی تلاش میں آئے ہیں۔ دنیاوی حالات بھی بہتر ہوں اس لئے بھی آئے ہیں یا روزگار کی تلاش میں آئے ہیں۔ تو یاد رکھیں یہ دنیا کمانا، یہ بھی آپ کے دین کے لئے ہی ہو۔ دنیاداری میں اتنے نہ بڑھ جائیں کہ دل میں صرف دنیا کی محبت ہی رہ جائے اور خدا کا خانہ خالی ہو جائے۔ اپنی ذمہ داری کا احساس مٹ جائے۔ یہ نہ ہو کہ دنیا صرف آپ کی زندگی کا مقصد بن جائے بلکہ یہ بہتر حالات اور یہ بہتر سہولتیں آپ کو اللہ تعالیٰ کے مزید قریب کرنے کا باعث بنیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننے کی طرف لے جانے والی ہوں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ آپ میں سے بہت سے سٹوڈنٹس بھی ہیں یہاں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھ رہے ہیں سکولوں میں پڑھ رہے ہیں جو چھوٹے خدام ہیں اُن کی شکر گزاری اس صورت میں ہوگی جب وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیم پر بھی توجہ دے رہے ہونگے۔ اس ملک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو موقع فراہم کیا ہے کہ جس طرح چاہیں جتنی محنت کریں اُتنے ہی تعلیم کے اعلیٰ درجے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس لئے بجائے اس کے کہ بنیادی تعلیم حاصل کر کے O-Level یا A-Level زیادہ سے زیادہ کر کے کام کی تلاش شروع کر دیں اور عام معمولی کام کریں، ہر احمدی طالب علم کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ ہر شعبے میں احمدی طالب علم کو آگے آنا چاہیے۔ عموماً احمدی بچیاں زیادہ پڑھ جاتی ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو بھی اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ آپ کا اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا جہاں آپ کے لئے فائدہ مند ہوگا وہاں جماعت کے وقار کو بلند کرنے والا بھی ہوگا۔ اور آپ کی اگلی نسلوں کے اعلیٰ علمی مستقبل کی بھی ضمانت ہوگا۔ یاد رکھیں یہ بھی آپ کی ایک ذمہ داری ہے ہر احمدی طالب علم کی۔ اُس کو ابھی سے اس بارہ میں سوچنا چاہیے۔ کیونکہ ایک احمدی نے علم و معرفت کے میدان میں سب سے آگے بڑھنا ہے۔ ذرا سی محنت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے یہ وعدہ ہے کہ آپ کے فرقہ کے لوگ علم و معرفت میں ترقی کریں گے۔ تو اس کا بھی فائدہ اٹھانا چاہیے ہمارے ہر طالب علم کو۔ اور جب کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ ہر طبقے اور ہر عمر کا جو خادم ہے اپنے آپ کو ایسا وجود سمجھے کہ جس نے ہر جگہ جماعت کا نام روشن کرنا ہے اور اپنے اس عمل سے احمدیت اور اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ بننا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر خادم میں یہ احساس ذمہ داری کا پیدا ہو جائے اور آپ لوگ جماعت کا ایک فعال رکن بننے والے ہوں۔ آمین۔

غزل

ایک تو دل میں گناہوں کی پشیمانی بھی ہے
اور انگلستان کے موسم کی ویرانی بھی ہے

اک طرف منزل کو پالینے کی خواہش بھی بہت
جو سفر سے پہلے ہوتی ہے، پریشانی بھی ہے

اک طرف وہ معاف کرنے پر ہے آمادہ بہت
اور مجھ نادان میں حد درجہ نادانی بھی ہے

ہے محبت پر ہمیں ایمان کی حد تک یقین
پر محبت پہ ابھی تھوڑی سی حیرانی بھی ہے

اک تعلق آپ سے اپنا پرانا ہے مگر
اس میں شامل اب ہماری آنکھ کا پانی بھی ہے

ہے ہمارے ہی لئے ایوبؑ کا صبر جمیل
اور ہمارے ہی لئے تختِ سلیمانیؑ بھی ہے

علم کے سب باب ہم پر ایک اُمّیؐ سے کُھلے
ہاں، وہی اُمّیؐ ، جو ہر اک علم کا بانی بھی ہے

(آصف محمود باسط)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

''عراق'' - امریکہ کیلئے عجیب وغریب مخمصہ

(زبیر خلیل خان - جرمنی)

امریکی خفیہ ذرائع کے مطابق اپریل ۲۰۰۳ء میں صدام حسین کی بعث پارٹی کی حکومت کے خاتمہ کے موقع پر بغداد کے ایک پارک میں 5افراد کی آپس میں خفیہ ملاقات ہوئی جو کہ 45 منٹ جاری رہی۔ ان پانچ افراد میں خود صدام حسین بھی شامل تھے۔ باقی چار ان کے قریبی مشیر تھے۔ میٹنگ کا ایجنڈا صرف یہ تھا کہ عراق پر امریکی قبضہ کے خلاف مزاحمتی جدوجہد کس طریق پر چلائی جائے۔ ان مشیروں میں عزت ابراہیم بھی تھے۔ لیکن سب سے تجربہ کار اہم شخصیت یونس الاحمد کی تھی۔ جو ایک فوجی ماہر اور جاسوس تکنیک کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ اپنی خدمات کے دوران جنرل یونس کے محکمے کا کام ہی یہ تھا کہ اگر عراقی فوج حکومت کے خلاف بغاوت کرتی ہے تو پھر اس بغاوت کے خلاف مزاحمتی جدوجہد کو بعث پارٹی کے نیٹ ورک کے ذریعہ کس طرح جاری رکھا جا سکتا ہے۔ اب اتفاق سے عراقی افواج کی بجائے امریکی افواج نے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ لہذا صدر صدام حسین نے اس معتمد ترین ساتھی سے کہا کہ بعث پارٹی کے مزاحمتی جدوجہد کے نیٹ ورک کو امریکی افواج کے خلاف جاری رکھا جائے۔ اس خفیہ میٹنگ کی تفصیلات امریکی خفیہ اداروں کو بہت بعد میں حاصل ہوئیں۔ وہ بھی اس وقت جب بعث پارٹی کے علاوہ مذہبی انتہا پسند، قوم پرست عراقی تنظیمیں اور وہ تمام لوگ بھی اس جدوجہد میں شامل ہو گئے جو کہ امریکی قبضہ کے خلاف ہیں۔ عراق کی جنگ کو آج دو سال اوپر کو ہونے آئے ہیں۔ لیکن امریکی خفیہ ادارے ابھی تک یہ معمہ نہیں حل کر پائے کہ مزاحمتی جدوجہد کیسے جاری رکھی جا رہی ہے۔ ان اداروں کے تجزیہ کے مطابق مزاحمت کاروں کی اکثریت عراقی ہے۔ غیر ملکی دو فیصد کے لگ بھگ تھے۔ جو یا تو پکڑے گئے ہیں یا پھر ہلاک ہو چکے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس مزاحمتی جدوجہد میں مزید تیزی پیدا ہو رہی ہے۔ حالات کی سنگینی کا اندازہ خود امریکی حکام کو بھی ہو رہا ہے۔ اور اکثریت کا خیال ہے کہ اگر یہ جنگ اسی طریق پر جاری رہی تو فوجی نقطہ نگاہ سے یہ جنگ نہیں جیتی جا سکتی۔ امریکی خفیہ اداروں کے تجزیہ کے مطابق بعث پارٹی کا مزاحمتی جدوجہد کا نیٹ ورک مؤثر رنگ میں کام کر رہا ہے۔ جب کہ اس کے مقابلہ پر امریکی حکام پے در پے غلطیاں کر رہے ہیں۔ اور اس صورتحال کے پیشِ نظر پینٹاگون کے بعض ماہرین کہنے لگ پڑے ہیں کہ امریکہ عراق میں ویت نام والی غلطیاں دہرا رہا ہے۔

اب یہ بات بھی زبان زد عام ہو چکی ہے کہ امریکی جنرل فرانک عراق میں زیادہ عرصہ نہیں رہنا چاہتے تھے۔ ان کا مقصد جو کہ وزیرِ دفاع کے مقصد سے بالکل ہم آہنگ تھا وہ صرف یہ تھا کہ کم سے کم فوج کے ساتھ عراقی دارالحکومت بغداد پر قبضہ کر لیا جائے۔ اور وہ اس مقصد میں خوبصورتی کے ساتھ کامیاب ہو گئے۔ خفیہ اداروں کے مطابق جنرل فرانک نے اس امر کا گہرائی میں جائزہ نہ لیا کہ دارالحکومت پر قبضہ کے بعد کیا کرنا ہے۔ ایک آدھ دفعہ اگر کسی افسر نے ان سے پوچھا بھی تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ یہ سوچنا میرا کام نہیں ہے۔ فوجی افسران کے مطابق جنرل فرانک کو قبضہ کر لینے کے بعد اپنی کتاب لکھنے کی جلدی تھی اور پھر وہاں سے فوری چلے جانا چاہتے تھے۔ امریکی جنرل David.Mckiernan کے مطابق بھی بغداد پر جلد بازی سے کئے جانے والے قبضہ نے بہت زیادہ مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ اپریل میں بغداد پر قبضہ کے بعد اعلان کیا گیا کہ عراق میں بڑی جنگ ختم ہو گئی ہے۔ بحری بیڑوں پر Mission accomplished کے بینرز لگا دئے گئے ہیں۔ فوراً بعد ہی جنرل فرانک نے اپنا ہیڈ کوارٹر قطر سے فلوریڈا منتقل کر دیا۔ خفیہ اداروں کے ڈائریکٹر جنرل David بھی اپنی تنظیموں کے ساتھ عراق سے نکل گئے ہیں۔ عراق میں Operational محاذ کو Tactical محاذ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ایک وقت میں صرف ۱۳۰ افسران کے ساتھ خفیہ ادارے کام کرتے رہے۔ اس پالیسی نے پوری جنگ میں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ جنرل فرانک کی جنگ نا تجربہ کار جنرل Sanches کو بھجوایا گیا۔ مئی میں ایک اور فاش غلطی کی گئی۔ اور وزیر دفاع کے قلم سے پال بریکر نے عراقی فوج اور سول محکمہ CPA کو توڑ دیا۔ اس میں چار لاکھ فوجی اور سول ملازمین تھے۔ سب سخت غصہ میں آ گئے۔ اور اغلب گمان ہے کہ تمام ہی مزاحمتی تحریکوں میں جا ملے۔ انسپکٹر KAY NAY نے WHD کی جاسوسی میں ۱۲۰۰ انسپکٹران لگائے۔ اور جنرل آبی زید کی بار بار درخواستوں کے باوجود معلومات کا تبادلہ نہ کیا۔ بعد میں سارے انسپکٹران چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد کئی ایسے بکس ملے ہیں جن پر لکھا تھا NO INTELIGENCE VALUE لیکن جب گہرائی میں جائزہ لیا گیا تو علم ہوا کہ ساری مزاحمتی جدوجہد کی تفصیلات ان کاغذوں میں موجود تھیں۔ بعض تجزیہ نگاروں کے مطابق قطر کا فوجی ہیڈ کوارٹر ابھی تک ایسے ریکارڈ سے بھرا پڑا ہے۔ جس کو کسی نے دیکھا تک نہیں۔ اور نہ ہی اس کا ترجمہ ہوا ہے۔ ان کے مطابق بہت ساری معلومات اس ریکارڈ میں بھی درج ہیں۔

۲۰۰۳ء میں CIA نے صدر بش سے کہا کہ باقاعدہ گوریلا مزاحمتی کوششیں جاری ہیں۔ لیکن اس کے برعکس وزیر دفاع کے بیان کو زیادہ اہمیت دی گئی اور مزاحمتی کوششوں کو عارضی کاوشیں قرار دیا گیا اور ۵۵ سرکردہ افراد کو پکڑنے پر زور دیا گیا جن میں ۴۴ کے قریب یا تو پکڑے جا چکے ہیں یا پھر مارے جا چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مزاحمتی کارروائیاں دن بدن زور پکڑتی جا رہی ہیں۔ جنرل آبی زید نے واضح اقرار کیا ہے کہ عراق میں گوریلا جنگ کا آغاز ہو چکا ہے۔ اور وزیر دفاع کا بیان مبالغہ پر مبنی ہے۔ لیکن جنرل کی بات پر توجہ نہیں دی گئی۔ اپنی گرفتاری تک صدر صدام حسین مزاحمتی کارروائیوں کی نگرانی کرتے رہے۔ یہ بھی ان کا اپنا فیصلہ تھا کہ مزاحمتی کارروائیوں کا حدف غیر ملکی افواج کی بجائے ان عراقیوں کو بنایا جائے جو کہ ان غیر ملکی افواج کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

عراق میں متعین جنرل Snches اور سول سربراہ پال بریمر میں بعض معاملات پر شدید اختلافات رہے۔ جنرل کم تشدد گروپوں کے ساتھ گفت وشنید کے حامی تھے جب کہ پال بریمر دشمنوں کے ساتھ اس قسم کی رعایت کے حامی نہ تھے۔ آل عنبر صوبہ کے ۱۹ قبائل کے ساتھ طے ہوا کہ تین ملین ڈالر کے عوض وہ ہتھیار جمع کروا دیں گے۔ اور آئندہ اپنے علاقے سے ہونے والی مزاحمتی کارروائیوں کی اطلاع دیا کرینگے۔ پال بریکر نے یہ کہہ کر تمام معاملات ختم کر دئے کہ آئندہ کی سیاست میں چھوٹے قبائل کا کوئی کردار نہیں۔ نتیجہ کے طور پر یہ تمام قبائل مزاحمتی گروپس کے ساتھ مل گئے۔

خفیہ اداروں کے تجزیہ کے مطابق بعث پارٹی کی طرف سے مزاحمتی کارروائیوں کی نگرانی جنرل یونس الاحمد کر رہے ہیں۔ دمشق کے ایک ہوٹل PALACE CHAM میں اب ان کی ماہانہ میٹنگز ہوتی ہیں ایک آدھ میٹنگ میں شام کے صدر بھی شامل ہوئے دسمبر ۲۰۰۳ء میں صدر صدام حسین کی گرفتاری کے بعد سے ہی جنرل احمد یونس ہی تمام معاملات چلا رہے ہیں۔ صدر صدام حسین کی گرفتاری کے بعد صدر کے بریف کیس سے بہت سارے منصوبہ جات ملے تھے۔ جن پر بروقت اقدامات کر لئے گئے تھے۔ لیکن بعدازاں جب المقتدر سے ٹھن گئی اور فلوجہ میں بڑے آپریشن کئے گئے تو جنرل یونس احمد کو دوبارہ بعث پارٹی کے مزاحمتی گروپس کو منظّم کرنے کا موقع مل گیا۔

یہاں یہ امر دلچسپی کے قابل ہوگا کہ امریکی خفیہ اداروں کو جنرل یونس کی تمام سرگرمیوں کا علم ہے۔ ان کی دمشق کی رہائشگاہ کا بھی علم ہے۔ فون نمبر بھی معلوم ہے۔ ان کی حرکات پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ لیکن صرف اس وجہ سے ان پر ہاتھ نہیں ڈالتے کہ امریکیوں کو ایک موہوم سی امید ہے کہ شاید جنرل یونس ایک دن بعث پارٹی کی مزاحمتی کارروائیوں سے کنارہ کش ہو کر حکومت سے بات چیت پر آمادہ ہو جائے گا۔ سابقہ وزیر اعظم عراق ایاد علاوی اور سی۔ آئی۔ اے کے سرکردہ رہنما نے دو دفعہ جنرل یونس الاحمد سے دوٹوک بات کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے دروازہ تک گئے۔ لیکن جنرل یونس ان سے بات کرنے پر راضی نہ ہوئے۔

وسط ۲۰۰۴ء میں عراق میں پھر جلد بازی میں تبدیلی کر دی گئی۔ پال بریمر اور جنرل SANCHES کو واپس بھجوا دیا گیا۔ نئے افراد بھجوا دئے گئے اور ساتھ ہی عبوری حکومت قائم کر دی گئی جس کے سربراہ ایاد علاوی مقرر ہوئے۔ نئے راہنماؤں کی سربراہی میں متعدد کوششیں کی گئیں مگر کوئی بھی بارآور نہ ہوئی۔ بعض کے ساتھ ابھی تک گفتگو جاری ہے۔

۲۰۰۵ء میں بغداد میں پھر تبدیلی پیدا کر دی گئی۔ امریکی نمائندے بھی بدلے گئے اور وزیر اعظم ابراہیم جعفری کو ملک کی باگ ڈور دے دی گئی۔ سنی عراقی اس وزیر اعظم کے سخت مخالف ہیں کہ انہوں نے ایران عراق جنگ کا وقت ایران میں گذارا تھا۔

۲۰۰۵ء کے اقدامات میں انتخابات کا انعقاد اور آئین کی تیاری شامل ہیں۔ آئین پر ریفرنڈم ہونا باقی ہے۔ نئے آئین کے مطابق کرد نیم آزاد علاقہ اور شمال جنوب تیل سے مالامال علاقہ شیعہ گروپ کو دینے کے لئے نیم آزاد علاقے قرار دیا جائے گا۔ اگر یہ اس طریق سے ہوتا ہے تو گہری نظر رکھنے والے کھل کر کہتے ہیں کہ عراق میں سنی، شیعہ اور کردوں کی نہ ختم ہونے والی ایک سول وار یعنی خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

(نوٹ:۔ اس مضمون کی تیاری میں واشنگٹن کے صحافی MICHAEL WARE اور BRIAN BENETT کے مضمون ANALYSIS OF IRAQ سے مدد لی گئی ہے۔)

وقف جدید کا مالی سال 2005ء

وقف جدید کا مالی سال 31 دسمبر 2005ء کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ ایسے احباب جنہوں نے ابھی تک کسی وجہ سے اپنے وعدہ کے موافق پوری ادائیگی نہیں کی وہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے ادائیگی فرمادیں اور جو ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شمولیت سے محروم ہیں وہ اس میں شامل ہو کر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اس سلسلہ میں سیکرٹریان وقف جدید خصوصی مساعی بروئے کار لائیں۔

تمام امراء کرام، مبلغین کرام اور صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وصولی کی رپورٹ 25 دسمبر 2005ء تک وکالت مال لندن کو پہنچانے کا انتظام فرماویں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

نماز میں لذت وسرور پانے کا طریق

لالیاں (ضلع جھنگ) سے حضرت مولوی تاج محمود صاحب خدا کے محبوب ومقدس مامور حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور ۹ اگست ۱۹۰۴ء کو پیارے آقا سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور نماز میں سرور اور لذت حاصل ہونے کے لئے درخواست دعا کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''دعا کرتے رہو اور کراتے رہو۔ ایک کارڈ روزانہ لکھ دیا کرو کہ دعا یاد آ جایا کرے۔ طبیعت پر جبر کر کے جو کام کیا جاتا ہے ثواب اسی کا ہوتا ہے اور اسی کا نام نفس لوّامہ ہے کہ طبیعت آرام چاہتی ہے اور محبوبات نفسی کی طرف کھچی جاتی ہے مگر وہ بزور اسے مغلوب کر کے خدا کے احکام کے ماتحت چلا جاتا ہے اس لئے اجر پاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 94)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

ڈاکٹر عبدالسلام کو سلام

ماہنامہ ''خالد'' ربوہ جنوری 2005ء میں مکرمہ زینت محمود صاحبہ کے محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارہ میں ایک انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ (از مکرم حافظ سمیع اللہ صاحب) شامل اشاعت ہے۔

1925ء میں ضلع جھنگ کے ایک فرد کو اس کی دعاؤں کے نتیجہ میں یہ رؤیا دکھائی گئی کہ ایک بچہ اس کی گود میں ڈالا گیا ہے اور اس کا نام پوچھنے پر عبدالسلام بتایا گیا۔ چنانچہ 29؍جنوری 1926ء بروز جمعہ وہ بچہ پیدا ہوا۔ کچھ سالوں بعد باپ نے دیکھا کہ سلام ایک اونچے درخت پر چڑھ رہا ہے۔ جب اس کو تنبیہ کی تو سلام نے جواب دیا کہ ابا جان آپ نہ ڈریں، میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ پھر سلام ویسے ہی درخت پر چڑھتا رہا یہاں تک کہ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے سلام نے کیمبرج یونیورسٹی میں داخلے کی درخواست تو دیدی مگر ان کے والد محترم کے پاس اتنی رقم نہ تھی کہ سلام کو بیرون ملک تعلیم کے لئے بھجوایا جائے۔ حسن اتفاق سے سر چھوٹو رام (پنجاب کے ریونیو منسٹر) جو کہ خود بھی ایک غریب دیہاتی کے بیٹے تھے، نے جنگ کے لئے اکٹھے کئے گئے فنڈز کو ذہین طلبا کے سکالرشپ کے لئے مختص کردیا۔ اور سلام نے اپنی قابلیت کی بنا پر اسے حاصل کیا۔

کیمبرج میں سلام نے اندازہ لگایا کہ ان کا علم دنیا کے متعلق نہایت محدود ہے۔ رومیؔ کی نظم کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے خود کو ''کنویں کا مینڈک'' کہا۔ آپ نے اسلامی تصوف، فلاسفی، سیاسی اور مذہبی تاریخ، معاشرتی علوم اور مسلمان صوفیوں، سائنسدانوں اور سکالروں کے کارہائے نمایاں کا عرقریز مطالعہ کیا۔ اس مطالعہ نے سلام کو ایسی ہمہ گیر شخصیت بنایا جو کہ روحانی اور تاریخی ماحول کا ادراک رکھتی تھی۔

سلام نے یہاں Mathematics tripos ڈگری اور "Wrangler" کا ٹائٹل حاصل کیا اور بعد ازاں تین سال کی فزکس کی ڈگری ایک سال میں ہی مکمل کرلی۔ ان کے تھیوریٹیکل پیپرز کا معیار اتنا اعلیٰ تھا کہ ممتحن نے سلام سے پریکٹیکل رزلٹس کے بارہ میں دریافت کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔

آپ کے ایک پروفیسر Sir Fred Hail آپ کی قابلیت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اپنے دوسرے شاگردوں کو کوئی چیز سمجھانی ہوتی تو گویا دو بھاری پتھروں کا ایک اونچی جگہ تک دھکیلنے والا کام تھا۔ ایک بھاری پتھر ''مسئلہ بیان کرنا'' اور دوسرا پتھر ''اس مسئلے کی تفہیم کروانا'' تھا لیکن سلام اتنا قابل تھا کہ اس سے بحث کرتے وقت صرف ایک پتھر دھکیلنا ہوتا تھا وہ بھی زیادہ تر سلام خود ہی دھکیلتا تھا۔

1956ء میں سلام نے تھیوریٹیکل فزکس میں Ph.D. کی ڈگری کیمبرج سے حاصل کی اور فیلوشپ کی پیشکش کے باوجود آپ وطن واپس چلے آئے اور گورنمنٹ کالج میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔ آپ کے پروفیسر kemmer نے بالآخر آپکو آمادہ کیا کہ کیمبرج یونیورسٹی میں لیکچرار کے فرائض انجام دیں۔ وہ کہتے ہیں ''میں خوب جانتا ہوں کہ ملک کی خدمت کے جذبہ سے سرشار سلام پر یہ بات گراں گزری ہے کہ وہ ملک چھوڑ کر باہر جائیں لیکن اگر وہ جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ چند ہی سالوں میں سلام ان لوگوں میں شمار ہوں گے جن سے علم حاصل کرنے کیلئے دنیا کے ہر کونے سے طالبعلم آئیں گے اور سلام اس قابل ہوجائیں گے کہ تھیوریٹیکل فزکس کا اپنا ذاتی ادارہ قائم کریں گے''۔ اور یہ بات سچ ثابت ہوئی۔

وہ دیہاتی لڑکا جس نے سولہ سال کی عمر تک بجلی کا بلب نہ دیکھا تھا، وہ 1957ء میں امپیریل کالج لندن کے کم عمر ترین پروفیسر بنا۔ اب اس کی ملاقات دنیائے سائنس کے عظیم سائنسدانوں سے رہتی تھی۔ ایک بحث کے دوران جب Russel نے کہا وہ خدا کی ہستی کو بالکل نہیں مانتا تو سلام نے جواب دیا کہ ''خدا پر ایمان کی عدم موجودگی کی وجہ سے بہت سے نقصان اٹھائے جاچکے ہیں جبکہ وہ لوگ جو خدا پر ایمان لائے ہیں وہ انسانیت کے لئے زیادہ قربانیاں دیتے ہیں بہ نسبت ان کے جو خدا کی ہستی کے منکر ہیں''۔

اسی طرح آئن سٹائن سے اپنی پہلی ملاقات میں دونوں نے مذہبی گفتگو کی اور سلام نے اس کے سامنے توحید کا نظریہ پیش کیا جس کے بعد وہ دونوں قریبی دوست بن گئے۔ ڈاکٹر سلام اپنی روحانیت اور تصوف میں دلچسپی کی وجہ سے دوسرے تمام سائنسدانوں سے منفرد تھے۔ آپ نے امپیریل کالج میں اپنا پہلا لیکچر قرآن مجید کی تلاوت سے شروع کیا۔

ڈاکٹر سلام صاحب کے ایک شاگرد Duff بیان کرتے ہیں کہ سلام کے لیکچرز سحرانگیز ہوا کرتے تھے ان میں ہمیشہ مشرقی تصوف کا رنگ غالب ہوتا۔ سننے والا اس سوچ میں گم ہوجاتا کہ یہ بندہ اتنا Genius کیونکر ہے۔ سلام کہا کرتے تھے کہ ایک سائنسدان کے کئی رُخ ہوتے ہیں وہ صوفی بھی ہوتا ہے، explorer بھی اور آرٹسٹ بھی۔ اور ان سب باتوں کی بنیاد پر اپنے علم سائنس کو مزید آگے بڑھاتا رہتا ہے۔

جب سلام صدر ایوب خان کے مشیر تھے تب سلام نے پاکستان میں اٹامک انرجی کمیشن کی بنیاد رکھی (PAEC)۔ ڈاکٹر اشفاق (صدر PAEC, 1998) بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر سلام نے 500 فزکس دانوں، ریاضی دانوں اور سائنسدانوں کو Ph.D. کے لئے برطانیہ اور امریکہ کے بہترین اداروں میں بھجوایا۔

سلام نے پاکستان میں ایک سائنسی پلانٹ قائم کرنے کے لئے انتھک محنت کی۔ نیز 1961ء میں ڈھاکہ میں آل پاکستان سائنس کانفرنس کے موقع پر اپنی تقریر کے دوران پاکستان کو درپیش مشکلات اور تیسری دنیا کے ممالک سے غربت اور جہالت کے خاتمے کیلئے رہنما تجاویز بیان فرمائیں۔

سلام نے نیوکلیئر ریسرچ سنٹر PINSTECH اور SUPARCO کے قیام کے لئے بھی غالب کردار ادا کیا۔ پاکستان میں سیم وتھور کا مسئلہ حل کرنے کے لئے سلام نے ریسرچ کی جو امریکہ کے ایوان نمائندگان میں پیش کی گئی۔ اور سلام کی درخواست پر امریکی صدر کینیڈی نے ماہرین کی ایک ٹیم پاکستان بھیجی جنہوں نے آکر کئی لاکھ ایکڑ زمین کو زراعت کے قابل بنایا۔

سلام نے پاکستان میں فزکس کا ادارہ قائم کرنے کے لئے دن رات اَن تھک جدوجہد کی۔ مگر حکومت پاکستان نے اس میں دلچسپی نہ لی۔ اس وقت کے وزیر خزانہ محمد شعیب نے ایوب خان کو بتایا کہ ''سلام سائنسدانوں کے لئے ایک فائیوسٹار ہوٹل بنانا چاہتا ہے''۔ چنانچہ سلام نے مایوس ہوکر یہ ادارہ بیرون ملک منتقل کردیا اور انٹرنیشنل سنٹر برائے تھیوریٹیکل فزکس (ICPT) کا قیام اٹلی میں 1964ء میں عمل میں آیا۔ آپ نے 30 سال وہاں بطور ڈائریکٹر کام کیا اور اس ادارہ کو تیسری دنیا اور ترقی یافتہ ممالک کے سائنسدانوں کے درمیان رابطے کا ذریعہ بنادیا۔ 1979ء میں سلام کو Grand Unification تھیوری پر ریسرچ کی بناء پر نوبل انعام ملا۔ اس مؤحد سائنسدان کا خیال تھا کہ کائنات کی تمام قوتوں کا منبع ایک ہے۔ سلام گھنٹوں سائنسی تحقیق میں مستغرق رہنے کے باوجود نوافل اور تلاوت قرآن کے لئے بھی وقت نکال لیتے تھے۔

نوبل انعام حاصل کرنے کے بعد سلام وطن واپس آئے تو ایک دن ڈاکٹر عثمانی سے کہا کہ گورنمنٹ کالج چلئے۔ ڈاکٹر عثمانی نے کہا کہ آجکل تو وہاں چھٹیاں ہیں۔ سلام نے کہا کہ جس شخص سے میں ملنا چاہتا ہوں وہ یقیناً وہاں ہوگا۔ وہاں پہنچے تو سلام نے ایک ادنیٰ ملازم سے معانقہ کیا اور بتایا کہ یہ نیو ہوسٹل کے میس میں ملازم تھا اور میرے کہنے پر یہ میرے کمرہ کو باہر سے تالا لگاکر کھانے پینے کی اشیاء کھڑکی سے تھمادیا کرتا تھا۔

سلام ان لوگوں کو بھولتے نہیں تھے جنہوں نے آپکی کسی بھی رنگ میں مدد کی ہو۔ جب کیمبرج میں تھے تب بھی اپنے جھنگ والے اساتذہ کی (جو ریٹائرڈ ہوچکے تھے اور غریب تھے) کی باقاعدگی سے مالی امداد کرتے تھے۔ آپ اپنے تمام اساتذہ کی نہایت عزت کرتے تھے اور جب آپ نے انڈیا کا سرکاری دورہ کیا تو اصرار کیا کہ ہر تقریب جو آپ کے لئے منعقد کی جائے اس میں آپ کے تمام ہندو اور سکھ اساتذہ (جو ہجرت کرکے ہندوستان آگئے تھے) کو بھی بلایا جائے۔

انڈیا میں آپ کی انتہائی تکریم کی گئی۔ وزیراعظم اندرا گاندھی نے آپ کے برابر والی کرسی پر بیٹھنے کی بجائے پہلو میں زمین پر بیٹھنا پسند کیا۔ جب آپ سے ہندوستانی طلبہ نے پوچھا کہ نوبل پرائز آپکی زندگی میں کن تبدیلیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا تو آپ نے فرمایا ''سب سے بڑی تبدیلی یہ کہ اب میں ان تمام لوگوں سے مل سکتا ہوں جن سے ملاقات کرنا چاہتا تھا اور ان کی مدد اور اللہ کے کرم سے میں تیسری دنیا کے اُبھرتے ہوئے سائنسدانوں کی مدد کرسکتا ہوں۔ اس سے زیادہ نوبل پرائز کی میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے''۔

ایک مرتبہ ایک صحافی نے آپکی غیرمعمولی کامیابی کے بارہ میں سوال کرتے ہوئے کہا کہ آپ جھنگ کے رہنے والے ہیں جو کہ ہیر کی لوک داستان کی وجہ سے معروف ہے اور اب آپ کی وجہ سے یہ گاؤں اس صدی کے عظیم سائنسی دماغ کا گھر بن گیا ہے۔ سلام نے نہایت عاجزی سے جوابدیا کہ: دنیا میں 325 سے زائد نوبل لارئیٹ ہیں لیکن ہیر صرف ایک ہی ہے۔

1988ء میں سلام کو فیض میموریل لیکچر پر مدعو کیا گیا تو اس موقع پر آپکی تقریر آپکی عاجزی اور بے نفسی پر دلالت کرتی ہے۔ فرمایا کہ میں محسوس کرتا ہوں کہ میں فیض احمد فیض سے کم تر انسان ہوں۔ وہ محبت اور حسن کی دنیا کا باسی تھا جبکہ میں ایٹم کی بے رنگ اور خشک دنیا میں رہنے والا ہوں۔ مزید فرمایا کہ ''قرآن مجید کا آٹھواں حصہ مومنوں کو دعوت دیتا ہے کہ آؤ اور قوانین قدرت کے بارہ میں سوچو، انہیں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرو''۔ فیض غیرمعمولی صلاحیتوں کے مالک تھے جنہوں نے اس چیلنج کو قبول کیا۔ انہوں نے یہ مضمون کھولا کہ کس طرح روحانی شاعری اور سائنس ایک ہی منبع سے نکلے ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ ڈاکٹر سلام نے نہایت تأسف سے کہا کہ میری اور فیض کی ایک اَور مشابہت یہ بھی ہے کہ ہم دونوں اپنے ارباب اختیار کی طرف سے ناپسندیدہ شخصیات سمجھے گئے ہیں۔

اپنی زندگی کا آخری حصہ سلام نے انگلینڈ میں گزارا اور جب آپ سے پوچھا گیا کہ پاکستان آنے کے بارہ میں کیوں متردد ہیں تو جوابدیا کہ میں نہیں بلکہ خود پاکستان مجھے بلانے کے بارہ میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے۔ ڈاکٹر سلام کو کئی ممالک نے شہریت کی دعوت دی۔ اردن اور کویت نے بھی یہ پیش کش کی کہ اگر اُن کی شہریت قبول کرلیں تو وہ آپ کو UNESCO کا ڈائریکٹر جنرل بنانے کے لئے نامزد کریں گے۔ جواہر لعل نہرو نے آپ کو خط لکھا کہ ''آپ ہمارے پاس آجائیں آپ کی جو بھی شرائط ہوں ہم مان لیں گے''۔ حتیٰ کہ حکومت برطانیہ کی طرف سے آپ کو لکھا گیا کہ ملکہ معظّمہ کی خواہش ہے کہ آپ کو Knighthood کا خطاب دیا جائے (یہ شاہی اعزاز صرف ملکہ ہی دے سکتی ہے)۔ لیکن سلام نے کسی اور ملک کی شہریت قبول نہ کی اور اپنے پاکستانی کہلوانے پر ہی فخر کیا۔

1991ء میں منیر احمد خان سابق چیئرمین PAEC نے سلام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم پاکستانی بے شک ڈاکٹر عبدالسلام کو نظرانداز کردیں لیکن کُل عالم ان کو ہمیشہ یاد رکھے گا۔

1979ء میں مشہور صحافی جمیل الدین عالی نے لکھا کہ مشرق کے دو ہیرو ایسے ہیں جن کی مشرق نے قدر نہ کی۔ مگر باقی تمام دنیا میں ان کی پذیرائی کی جاتی ہے۔ وہ مدر ٹریسا اور ڈاکٹر سلام ہیں۔

گو سلام کو ساری دنیا سلام کرتی ہے مگر اپنے وطن میں سلام کی یادیں تعصب اور بے اعتنائی کے بوجھ تلے گم ہوگئی ہیں۔ سلام کا ذکر درسی کتب اور دیگر اہم لٹریچر سے بھی مٹادیا گیا ہے لیکن یہ ہمارا اپنا ہی نقصان ہے۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday December 09 , 2005 | Issue No. 49

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاهد۔ مؤرخ احمدیت

پاکستان کی عظیم اکثریت کا جعلی اسلام

مودودی صاحب کے ایک مرید نے عرصہ سے ''امیر تنظیم اسلامی'' کے نام سے ایک تنظیم بنا رکھی ہے اور جس نظام خلافت کا قیام خالق کائنات نے خود اپنے ذمہ لیا ہے اس کو اپنے قلم، زبان اور تنظیم کے ذریعہ معرض وجود میں لانے کا دعویٰ کئے ہوئے ہیں جو دعویٰ خدائی سے کم نہیں۔

قرآن مجید نے آیت استخلاف میں قطعی طور پر یہ واضح فرمادیا ہے کہ خلافت کی عظیم الشان نعمت صرف مومنوں اور اعمال صالحہ بجا لانے والوں کو عطا ہوسکتی ہے لیکن امیر تنظیم اسلامی (ڈاکٹر اسرار احمد صاحب) کھلے بندوں تسلیم کر رہے ہیں کہ پاکستان ہی نہیں دنیا بھر کے مسلمانوں کی اکثریت کا اسلام اصلی نہیں بلکہ جعلی یعنی مسخ شدہ ہے۔

جماعت احمدیہ پر خدا کا فضل ہے کہ وہ آخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے پاک زمرہ میں شامل ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل اسلام کی علمبردار ہے اور اسی پر عمل کرتی آرہی ہے اس لئے چودہ صدیوں کے بعد اُسی میں 96 سال سے نظام خلافت پوری شان و شوکت کے ساتھ جاری ہے۔

ڈاکٹر اسرار صاحب لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ ہماری اکثریت کا سوائے اس کے کہ جب ان کے ہاں شادی ہوتی ہے تو پھیرے نہیں پڑتے بلکہ کوئی مولوی نکاح کی رسم ہی ادا کرتے ہیں یا کوئی مرجاتا ہے تو اسے جلایا نہیں جاتا بہرحال کچھ اسلامی رسومات ہی ادا کی جاتی ہیں یا یہ کہ ہولی یا دیوالی یا کرسمس نہیں منائے جاتے اسلامی تہوار ہی منائے جاتے ہیں، دین اور مذہب کے ساتھ اور کوئی تعلق موجود نہیں ہے۔ اسلام کے اوامر و نواہی کی مفصّل فہرست اور حلال و حرام کا تفصیلی خاکہ تو دور کی بات ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پنجگانہ کو کفر اور اسلام کے مابین حدِّ فاصل قرار دیا ہے۔ آپ چاہیں تو اسی معیار سے جانچ لیں۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر بلا عذر مسلسل تین جمعوں کی غیر حاضری پر تو صاف وعید سنادی گئی کہ اللہ کو ایسے شخص کے بارے میں کوئی پرواہ نہیں کہ وہ نصرانی ہوکر مرتا ہے یا یہودی ہوکر۔ آپ چاہیں تو اسی کو پیمانہ بنالیں۔ آپ جس پیمانے سے بھی ناپیں گے نتیجہ ایک ہی نکلے گا۔ اور وہ یہ کہ ہماری قوم کی ایک عظیم اکثریت کا دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔

پھر ایسا نہیں کہ یہ صورت حال معاشرے کے کسی خاص طبقے کی ہو۔ ایک عام مغالطہ پیدا ہوگیا ہے یا کردیا گیا ہے کہ یہ معاملہ صرف امراء یا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کا ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حال ہماری پوری سوسائٹی کا بحیثیت مجموعی ہے۔ چنانچہ امراء کی اکثریت بھی اسی حال میں ہے اور غرباء کی بھی۔ کارخانہ داروں کی اکثریت کا حال بھی یہی ہے اور مزدوروں کا بھی۔ زمینداروں کی اکثریت بھی دین سے اتنی ہی دور ہے اور کاشت کاروں کی بھی۔ گلبرگ اور کلفٹن کے باسی بھی اکثر و بیشتر اسی حال میں ہیں، اور جھونپڑیوں کے مکین بھی۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کا حال بھی یہی ہے اور ناخواندوں کا بھی۔ الغرض ہماری پوری سوسائٹی کا چاہے جس زاویے سے Cross-Section کا جائزہ لیا جائے صورت معاملہ واحد ہے، صرف اسی ایک فرق کے ساتھ کہ امراء اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقات میں اس عملی روش کی پشت پر ایک فکری الحاد اور ذہنی ارتداد بھی موجود ہے جبکہ عوام النّاس کے اذہان میں کوئی واضح چیز موجود نہیں۔ وہ صرف ایک عام رَو میں بہے چلے جارہے ہیں جو اکثریت و بیشتر انہی اعلیٰ طبقات کے زیر اثر چل رہی ہے۔ الغرض یہ ہے ہماری قوم کی غالب اکثریت کا حال!

اس بڑے دائرے کے اندر ایک نسبتاً چھوٹا دائرہ ہے جو ایسے لوگوں کا ہے جو دین و مذہب سے عملی دلچسپی لیتے ہیں۔ چنانچہ ان ہی کے دم سے مساجد تعمیر ہوتی ہیں اور آباد رہتی ہیں۔ مدارس و مکاتب قائم ہوتے ہیں اور جاری رہتے ہیں۔ جمعہ و جماعات کا نظام قائم ہے، ماہ صیام کی رونق و گہما گہمی ہے، حج اور عمرہ کے لیے آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے۔ الغرض مذہب کا پورا ڈھانچہ قائم ہے۔

لیکن ذرا بنظر غور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس طبقے کی ایک عظیم اکثریت کا تصورِ دین نہ صرف یہ کہ نہایت محدود ہے بلکہ اکثر و بیشتر حالتوں میں سخت مسخ شدہ بھی ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک مذہب صرف بعض رسومات (Rituals) کا مجموعہ بن کر رہ گئی ہے اور اس کا کوئی تعلق نہ کسی انسان کی انفرادی سیرت و کردار سے رہ گیا ہے نہ قومی و ملی امور اور اجتماعی معاملات سے۔ نتیجۃً وہ دین جو اپنی اصل فطرت کے اعتبار سے پوری انسانی زندگی پر حکمرانی چاہتا ہے ان کے یہاں زندگی کے بہت ہی چھوٹے سے گوشے میں محدود ہوکر رہ گیا ہے اور اس کے وسیع تر تقاضوں کا انہیں سرے سے کوئی احساس ہی نہیں رہا۔

یہی وجہ ہے کہ اس حلقے کی ایک غالب اکثریت کا حال یہ ہے کہ دینداری کے جملہ مظاہر یعنی نماز، روزہ حج اور زکوٰۃ حتی کہ پوری شرعی وضع قطع کے ساتھ ساتھ بلیک مارکیٹنگ بھی چلتی ہے اور ذخیرہ اندوزی بھی۔ سمگلنگ بھی جاری ہے اور کرنسی کا غیر قانونی لین دین بھی۔ رشوت دی بھی جاتی ہے اور لی بھی۔ سودی رقوم سے کاروبار کرنا یا مکان تعمیر کرنا تو شیرِ مادر ہے ہی۔ جہاں موقع ملے سٹّے وغیرہ سے بھی اجتناب نہیں۔ اس سب پر مستزاد یہ کہ الاّ ماشاء اللہ اس حلقے کی اکثریت ذاتی اخلاق اور بین الانسانی معاملات کے دائرے میں بالعموم بہت پستیٔ کردار کا مظاہرہ کرتی ہے۔ خشونت، درشتی اور بے رحمی ان کی طبیعت ثانیہ بن گئے ہیں اور ہمدردی اور دل کی نرمی سے انہیں دور کا بھی واسطہ نہیں۔ ان تمام باتوں کا مجموعی نتیجہ یہ ہے کہ ہماری نوجوان نسل ان لوگوں سے متنفّر ہو کر سرے سے دین و مذہب سے بدظن ہوتی چلی جارہی ہے۔

تصوّرِ مذہب کی اسی محدودیت کا ایک نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مذہب کے نام پر نت نئی رسومات ایجاد ہورہی ہیں اور بدعات اور رسومات کا بازار ہے کہ گرم سے گرم تر ہوتا چلا جارہا ہے اور اسلام جو انتہائی سادہ دین فطرت تھا روز بروز اوہام کے پلندے اور رسومات کے طومار کی شکل اختیار کرتا چلا جارہا ہے۔ اس کی وجہ بالکل واضح ہے۔ یعنی یہ کہ وہ مذہبی جذبہ جسے انسان کی پوری زندگی میں سرایت کر جانا چاہئے تھا جب سمٹ کر صرف ایک گوشے میں مقیّد ہوگیا اور اسے تسکین صرف اسی چھوٹے سے گوشے ہی میں حاصل کرنی پڑی تو اس نے زور لگا کر اسی گوشے میں غیر متناسب (Out of Proportion) بڑھنا شروع کردیا۔ چنانچہ مثال کے طور پر ایک طرف میّت کی رسومات کا سلسلہ ہے کہ ربڑ کی طرح کھنچتا چلا جارہا ہے، اور دوسری طرف تہواروں کا معاملہ ہے کہ ان کی فہرست بڑھتی چلی جارہی ہے، وَقِس علیٰ ھٰذا۔

مختصر یہ کہ دین و مذہب سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کی ایک غالب اکثریت کا تصوّرِ مذہب نہایت محدود بھی ہے اور حد درجہ مسخ شدہ بھی!''

(رسالہ ''میثاق'' لاہور نومبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۹۔۱۱)

❁❁❁❁❁❁

ڈاکٹر اسرار احمد کی فتنہ پردازی کے خدّوخال

کچھ عرصہ ہوا ''حلقہ تدبر قرآن'' سمن آباد لاہور نے مذکورہ بالا عنوان سے ۲۴ صفحات کا ایک پمفلٹ شائع کیا جس میں ڈاکٹر صاحب کے ایک سابق ساتھی امین احسن اصلاحی صاحب کا مکتوب (۱۶ اپریل ۱۹۷۸ء) شائع کیا کہ اس شخص کے پاس نہ علم ہے نہ کردار ہے اور خطرہ ہے کہ کوئی نیا فتنہ ملک میں اٹھادے۔

مرتب رسالہ نے مزید لکھا:

''تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کرنے والے ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ پر بیعت بھی کرتے ہیں۔ ان میں بعض سرد و گرم چشیدہ بزرگ بھی ہیں جو پہلے جماعت اسلامی کے ساتھ تھے...... وہاں مولانا مودودی نے ایک مذہبی آمریت قائم کی اور یہاں ڈاکٹر صاحب نے اس سے بدرجہا بھونڈی آمریت لوگوں پر مسلّط کی اور حیرت ہے کہ اس دعویٰ کے ساتھ کہ یہی اسلام کا اصل نظام جماعت ہے''۔

(صفحہ ۱۲۔۱۳)

تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

❁❁❁❁❁❁

انابت الی اللہ اور دعاؤں میں منہمک رہنے کی زبردست تحریک

ذیل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وہ تاریخی وصیت درج کی جاتی ہے جو آپ نے اپنے فرزند اکبر حضرت امام حسنؓ کو فرمائی۔ اس میں آپ نے نہایت پُرشوکت انداز میں انابت الی اللہ اور دعاؤں میں ہر لحظہ منہمک رہنے کی زبردست تحریک فرمائی ہے۔ سیّدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''یقین کرو جس کے دست تصرف میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں، اس نے مانگنے کی اجازت دے دی ہے اور قبول کرنے کا وعدہ فرمالیا ہے۔ اس نے کہا مانگ، مل جائے گا۔ رحم کی التجا کر، رحم کیا جائے گا۔ اس نے اپنے اور تیرے درمیان حاجب کھڑے نہیں کئے جو تجھے اس کے حضور پہنچنے سے روکیں۔ نہ سفارشیوں ہی کا تجھے محتاج بنایا ہے جو اس کے سامنے تیری سفارش کرے۔

تیری توبہ ٹوٹ بھی جاتی ہے تو بھی تجھے نہ محروم کرتا ہے۔ نہ تجھ سے انتقام لیتا ہے اور جب تو دوبارہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ نہ تجھ پر طعنہ زن ہوتا ہے، نہ تیری پردہ دری کرتا ہے حالانکہ تو اس کا مستحق ہوتا ہے۔ وہ توبہ کو قبول کرنے میں حجت نہیں کرتا۔ اپنی رحمت سے مایوس ہونے نہیں دیتا بلکہ اس نے توبہ کو نیکی قرار دیا ہے۔ ایک بدی کو وہ خدائے بزرگ و برتر ایک ہی گنتا ہے مگر ایک نیکی کو دس شمار کرتا ہے۔ اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ وہ تیری پکار سنتا ہے۔ تیری مناجات پر کان دھرتا ہے۔ تو اس سے مرادیں مانگتا ہے، دل کی حالت بیان کرتا ہے، اپنی بپتا سناتا ہے، اپنی مصیبتوں کی فریاد کرتا ہے، اپنی مشکلوں میں مدد مانگتا ہے، تو اس سے عمر کی درازی، جسم کی تندرستی، رزق کی کشادگی چاہتا ہے اور اس کی رحمت کے ایسے ایسے خزانے طلب کرتا ہے جو اس کے سوا کوئی اور دے نہیں سکتا۔

غور کر اس نے طلب کی اجازت دے کر اپنی رحمت کے خزانوں کی کنجیاں تیرے حوالے کردی ہیں۔ تو جب چاہے دعا کرکے اس کی نعمتوں کے دروازے کھلوالے۔ رحمتوں کا مینہ برسوالے۔ لیکن اگر اجابت دعا میں دیر ہو تو مایوس نہ ہو کیونکہ قبولیت دعا کا انحصار نیّت

بقیہ صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں